پیشوا

اردو زبان میں لندن سے شائع ہونے والا منفرد سہ ماہی رسالہ

جلد 4۔ شمارہ 1۔ جنوری تا مارچ 2017ء۔ زیرادارت رانا محمد حسن خاں

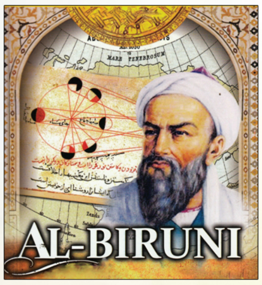

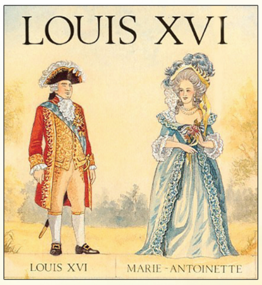

2 London Road, SM4 5BQ Morden-Surrey - Tel: 020 3674 7909, Mobile: 077 9299 8973
peshwaltd@gmail.com , www.peshwa.co.uk

RH DREAM EVENTS LIMITED

RH Dream Weddings

TEL: 020 3674 7909 MOB: 077 9299 8973

Venue Hire
Decoration
Catering
Cutlery & Crockery
Service Staff

BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER
Package Price

Event Management
Cinematic Videography
Photography
DJ-Dhoolchi
Chauffeur Service

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ایڈیٹر رانا محمد حسن خاں

نائب ایڈیٹر محمد ثاقب رشید **اکاؤنٹس** فرحان خاں **مارکیٹنگ مینیجر** رانا عبدالصمد خاں

خصوصی تعاون آر۔ایچ ڈریم ایونٹس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اس شمارہ میں

آیت قرآن الحکیم۔حدیث النبیؐ۔مشعل راہ (دشمن کے ساتھ عدل وانصاف)	2
اداریہ ''دارالفساد میں ردّالفساد''	3
امیر تیمور	6
ٹرمپ کی متعصّبانہ تہذیبی انتخابی مہم اور موجودہ ہنگامے	7
آپریشن ردّالفساد؟	11
قائداعظم محمد علی جناحؒ پر الزام یا حقیقت؟	13
غلط فہمیوں کے پنجرے	18
جمیعت ٹرانسپورٹ	19
حضرت صفیہؓ	21
ذرّوں کی کہانی۔آصف کی زبانی	22
حالاتِ حاضرہ، حال اور کچھ ماضی کی باتیں	25
فیصلہ سپریم کورٹ کے ہاتھ میں ہے	27
موازنہ ادیان کا بانی ابوریحان البیرونی (2)	28
حبیب آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بچوں کی تربیت	30
کرکٹ میچ اور مہنگائی	33
آپ نے کیا جلایا؟	35
ہومیو پیتھک نسخہ جات	37
کولیسٹرول کا بڑھنا (ہارٹ اٹیک کی ایک بڑی وجہ)	39
آوارگانِ دشتِ خار (قسط9)	40
کھجور کے فوائد	43
کیا آپ جانتے ہیں؟	44
ساغر صدیقی	46
شعروشاعری: نوح ناروی، قیصرالجعفری۔ندافاضلی۔قمر جلالوی۔	48
طارق احمد مرزا۔ساغر صدیقی۔جمشید اعظم چشتی۔فرح دیباورک۔حنا تیموری	50
باتبصرہ خبریں	52

PESHWA MAGAZINE INTERNATIONAL

2.London road Morden Surrey SM4 5BQ. UK

Tel.020.36747909. E-mail. peshwaltd@gmail.com

قیمت فی شمارہ 1 پاؤنڈ ... سالانہ ممبر شپ فیس برطانیہ 14 پاؤنڈ یورپ 18 یورو آسٹریلیا و امریکہ 25 پاؤنڈز

www.peshwa.co.uk

آیت قرآن الحکیم

یقیناً اُن لوگوں کی جزا جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ اِن کے لیے دُنیا میں ذلّت اور رُسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو اُن کے لیے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳۴)

حدیث النبی ﷺ

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی کوئی پارٹی جہاد کے لیے روانہ فرماتے تو اس کے امیر کو نصیحت فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لے کر خدا کے رستہ میں نکلو اور کبھی خیانت نہ کرو۔ اور نہ کبھی دشمن سے بدعہدی کرو اور نہ قدیم وحشیانہ طریق کے مطابق دشمن کے مقتولوں کے اعضاء وغیرہ کاٹو۔ اور نہ کسی بچے یا عورت کو قتل کرو۔ (صحیح مسلم)

مشعل راہ۔ ”دشمن کے ساتھ عدل وانصاف“

آنحضرت ﷺ کا یہ مبارک ارشاد ابتدائی جنگوں میں صحابہؓ اور انکے بعد آنے والے مسلمانوں کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اسلام نے کفّار کے مظالم اور ان کی جارحانہ کاروائیوں سے مجبور ہو کر تلوار اٹھائی۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں نے ظالم دشمن کے ساتھ بھی حسن اخلاق کا وہ نمونہ دکھایا۔ جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے۔ عربوں میں عورتوں اور بچوں تک کو قتل کر دینے کا طریق عام تھا۔ عربوں میں یہ بھی رواج تھا کہ مفتوح دشمن کے مقتولوں کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر اپنی وحشیانہ خوشی کو کمال تک پہنچاتے تھے۔ اس قبیح رسم کو عرب لوگ مثلہ کرنا کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب ظالمانہ طریقوں کو سختی کے ساتھ روک کر حربی دشمن کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی اور خیانت اور غدّاری اور بدعہدی کو قطعی حرام قرار دے کر دنیا میں ایک اعلیٰ ضابطہ اخلاق کی بنیاد قائم کی۔ دشمن کے ساتھ عدل وانصاف کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دُشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔“ (سورۃ المائدۃ آیت ۹)

(بحوالہ چالیس جواہر پارے۔ مرسلہ ثمرین صاحبہ۔ نیوجرسی۔ امریکہ)

اداریہ (''الزام اپنی موت کا موسم پہ کیوں دھروں'')

(دارالفساد میں ردّالفساد)

ہر طرف ہے فساد و ہنگامہ | کوئی رستم ہے اور کوئی گاما

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی ذی عقل نہیں جھٹلا سکتا کہ دارالامن کو دارالفساد میں تبدیل کرنے والے فسادی ہوتے ہیں اور ہمارے ملک میں نام نہاد مولوی، بے ضمیر سیاست دان اور کرپٹ فوجی اور بکاؤ جج سب سے بڑے فسادی ہیں اور فسادیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے کہ'' إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔''

ترجمہ:''یقیناً اُن لوگوں کی جزا جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ اِن کے لیے دُنیا میں ذلّت اور رُسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو اُن کے لیے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔'' سورۃ المائدۃ آیت ۳۴

ایسی ہوا بھی کہ ہے چاروں طرف فساد | جز سایۂ خُدا کہیں دارالاماں نہیں

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ نے فساد کی تعریف فرما کر اس کی سزا بھی تجویز فرما دی ہے۔ پاکستان میں بھی فسادیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے افواج پاکستان نے آپریشن ردالفساد شروع کیا ہے۔ آپریشن شروع کرنے کی وجہ دہشت گردی کی اس لہر کو بنیاد بنایا گیا ہے جس نے گزشتہ چند روز سے اپنی خونی کاروائیاں تیز کر رکھی ہیں۔ ان کاروائیوں میں اب تک تقریباً ڈیڑھ سو افراد کی جان جا چکی ہے اور سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں۔ ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ کیا خودکش بمبار ہی دہشت گرد ہیں؟ کیا چند سہولت کار ہی فسادیوں کے زمرے میں آتے ہیں؟ کیا وہ عبدالعزیز برقعہ پوش دہشت گرد نہیں جو لال مسجد میں بیٹھ کر کھلم کھلا ریاست کی رٹ کو چیلنج کرتا ہے اور داعش سے اپنی وابستگی کا اقرار کرتا ہے؟ کیا وہ وزیر، مشیر اور مذہبی لیڈر دہشت گرد اور سہولت کار نہیں جو کالعدم تنظیموں کے کرتا دھرتاؤں سے نا صرف ملتے ہیں بلکہ ان سے مالی، سیاسی مدد اور خونی کام بھی لیتے ہیں؟ کیا فضل الرحمان دہشت گرد نہیں جو بغیر کسی لحاظ کے کتے کو شہید سمجھتا ہے اور فوجی کو غیر شہید؟ منور حسن نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا۔ سمیع الحق طالبان کو اپنا باپ کہتا ہے کیا یہ دہشت گرد نہیں؟ کیا وہ مساجد کے امام جو سر عام ان دہشت گردوں کو اپنے بھائی اور مظلوم کہہ کر سپورٹ کرتے ہیں کیا کہلائیں گے؟ کیا بے ضمیر اور وطن فروش سیاستدان، کرپٹ اور عیاش فوجی افسران، بکاؤ، نا انصاف اور بزدل جج اور کیا رشوت خور، ملاوٹ کرنے والے، ذخیرہ اندوزی کرنے والے، لالچی ڈاکٹر اور وہ تمام لوگ جو پر امن ماحول کو اپنی خباثتوں سے پراگندہ کر کے فتنہ و فساد کے بیج بوتے ہیں فسادی نہیں ہیں؟ اور کیا وہ عوام جو چپ چاپ ''تماشہ اہل ستم دیکھتی ہے'' فسادیوں کے زمرے میں نہیں آتی؟ دارالامن کو دارالفساد میں تبدیل کرنے والا کوئی ایک شخص نہیں ہوتا، پوری قوم ذمہ دار ہوتی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ نے ذاتی اغراض کے لیے پنجاب میں جس فتنہ و فساد کو برپا کیا تھا اس کی تفصیل منیر انکوائری رپورٹ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کاش ان منحوس چہروں کو جنہیں جسٹس منیر نے ننگا کیا تھا انہیں عبرت کا نشان بنا دیا جاتا تو ہماری حالت کبھی بھی موجودہ حالت زار میں تبدیل نہ ہوتی۔ یہی وہ فتنہ تھا جس

نے فوجی حکومت قائم کرنے کا جواز فراہم کیا تھا۔ اگر عوام الناس اس وقت فسادیوں کی قیادت میں جلاؤ گھیراؤ اور قتل و غارت کی کارروائیوں میں حصہ نہ لیتے تو آج ملک کی موجودہ دردناک صورت حال نہ ہوتی۔ اگر اسی وقت فسادیوں کو دار پر لٹکا دیا جاتا تو بعد میں بھٹو اور جنرل ضیاء الحق کو مذہب کے نام پر قوم کو تقسیم در تقسیم کرنے کی جرآت نہ ہوتی، ریاست اپنا کام کرتی اور شہری برابر کے حقوق ملنے کے نتیجے میں ترقی کی شاہراہوں پر گامزن ہوتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو قوم کا ہر فرد فسادی ہے یا فسادیوں کا آلہ کار بن چکا ہے۔ جب ایک شخص جھوٹ بول کر اپنے ہم وطن کو نقصان پہنچاتا ہے یا رشوت، دھوکے بازی یا بے ایمانی سے کسی دوسرے کا حق غصب کرتا ہے تو یہ بھی فتنہ فساد کی ذیل میں آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کے بداعمال کرنے والے قتل و غارت بھی کرتے ہیں اور مظلوم بھی ظالمانہ اقدام کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔

الزام اپنی موت کا موسم پہ کیوں دھروں　　میرے بدن میں میرے لہو کا فساد تھا

معزز قارئین! فتنہ و فساد پھیلانے والے ہی دراصل معاشرے کو بربادی کی طرف لے جاتے ہیں جس کی زندہ مثال اسلامی ممالک کے بدنصیب معاشرے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے کہ ''وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔'' ترجمہ: ''اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۲) اور ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔'' ترجمہ: ''اور فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔'' (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۸) پھر ایک اور سورۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ۔'' اور وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پختگی سے باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اُسے قطع کرتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدتر گھر ہوگا۔ (سورۃ الرّعد آیت ۲۶)

مندرجہ بالا قرآن حکیم کی مقدّس آیات کو عصرِ حاضر کے حالات پر چسپاں کریں تو یہ پتہ چلے گا کہ نام نہاد مولویوں، بے ضمیر سیاست دانوں، کرپٹ فوجیوں اور بکاؤ ججوں اور عوام کی راہ قطعاً اسلام اور فلاح کی طرف نہیں جاتی۔ آج اگر مسلمان عزت و توقیر سے جینا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت چاہتا ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل صرف حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھ کر کرنا ہوگا۔ حضرت محمد ﷺ بانیٔ اسلام کی سیرت اس پُر امن مذہب کی مکمل تفسیر ہے۔ اگر اسلامی دنیا کے گزشتہ تیس سال کی تاریخ کا کوئی مطالعہ کرے تو اس پر یہ حیرت انگیز راز کھلے گا کہ جس آگ میں عراق، شام، لیبیا، افغانستان جل چکے اور پاکستان وغیرہ جل رہے ہیں، اس آگ کو اسلامی حکمرانوں، مذہبی لیڈروں اور عوام نے خود اپنے ہی ہاتھوں سے لگایا ہے۔

''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''

اگر پاکستانی قوم حقیقی معنوں میں امن کی چاہت دل میں رکھتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور خواتین کے جسموں کو چیتھڑوں میں تبدیل کر کے انسانیت کی تذلیل نہ کی جائے تو اسے ہر اس سیاستدان سے قطع تعلق اختیار کرنی ہوگی جس کی سیاست کا محور اپنی ذات ہو، ایسے کسی سیاستدان کے جلسے میں جانا، اسے ووٹ دینا اپنے اوپر حرام قرار دینا ہوگا، ایسے مذہبی لیڈر جو ان بے ایمان کرپٹ سیاستدانوں کے تلوے چاٹتے ہیں یا اپنے مریدوں سے اپنے پاؤں چٹواتے ہیں یا انسانیت کی باتیں بیان کرنے کی بجائے فرقہ واریت پیدا کر کے منافرت پھیلاتے ہیں اور مذہب کو اپنے اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوئے انسانیت کا گلا گھونٹتے ہیں۔ انہیں منبر رسول سے علیحدہ کر کے ان کے جرائم کی سزا دینے کے لیے قانونی کارروائی کرنی ہوگی۔ ان کام چور نام نہاد اماموں کو بھیک دینا بند کرنا ہوگا۔ وہ تمام منصف

جو انصاف کرنے کے لیے عدالت کی مقدس کرسی پر بیٹھتے ہیں اگر انصاف کے تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں فساد پیدا کرتے ہیں تو ایسے منصفوں کو عبرت ناک سزا دینا ہوگی۔ اسی طرح قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران چاہے وہ فوجی ہوں یا پولیس کے افسران ان کی کج اداؤں پر بھی گرفت کرنا ہوگی۔ عوام یہ سمجھتی ہے کہ وہ ان بگڑے تگڑوں کا کیا بگاڑ سکتی ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ عوام سب کچھ کر سکتی ہے اگر چاہے۔ اگر کسی کو یہ پتہ چلتا ہے کہ فلاں مدرسے میں بچوں سے زیادتی ہوئی ہے یا بچوں کو دہشت گردی کی تعلیم دی جا رہی ہے تو والدین کو ایسے مدارس کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ اسی طرح دوسرے تمام بے ضمیروں کا ایسے ہی محاسبہ اور گھیراؤ کرنا چاہیے۔ پچھلے دنوں فلاڈیلفیا میں ایک بس ڈرائیور نے ایک افریقی نوجوان کے ساتھ بدتمیزی کی اور بس سے اتار دیا۔ اس زیادتی پر افریقی لوگوں نے صرف یہ فیصلہ کیا کہ کوئی افریقی اس بس کمپنی کی کسی بس میں سفر نہیں کرے گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں میں ہی وہ بس کمپنی دیوالیہ ہو کر ختم ہوگئی۔ اسی طرح جب جنوبی کوریا میں ایک وزیر پر کرپشن کا الزام لگا تو عوام نے صرف یہ کیا کہ شام کو کام ختم کرنے کے بعد پوری قوم گھر جانے کی بجائے گلیوں میں بیٹھ گئی اور وزیر صاحب کو جانا پڑا۔ وطن عزیز میں بھی اگر توڑ پھوڑ اور گالی گلوچ کی بجائے عوام کا خون پینے والوں کا بھرپور اتحاد سے خاموش احتجاج کیا جائے تو امیر شہر سے لے کر خاکروب تک بندے کے پتر بن جائیں۔ یاد رہے ہمارے ملک کے اکثر امیر ہر فساد کے پیچھے ہوتے ہیں۔

جب شہر میں فساد ہوا تو امیر شہر   دیکھا گیا کہ آپ ہی بلوائیوں میں تھا

معزز قارئین! ہے کوئی ہمارے ملک میں جو ان نام نہاد مولویوں، بے ضمیر سیاست دانوں، کرپٹ فوجیوں اور بکاؤ ججوں کے خلاف آپریشن ردالفساد قرآنی حکم کے مطابق کر سکے؟ اگر نہیں تو آپریشن ردالفساد بھی فساد کے زمرے میں آئے گا۔ اور اس کا انجام بھی ذلت اور رُسوائی کا سامان بنے گا۔ جب تک سیاستدانوں، مذہبی لیڈروں، جنرلوں اور منصفوں کی صفوں میں گھسے دہشت گردوں، اسمگلروں، کرپٹ، غداروں، قاتلوں اور شیطانی سوچ رکھنے والے نام نہاد مولویوں کو قرآن کریم میں بیان کردہ سزا نہیں دی جاتی، آپریشن ضرب عضب ہو یا آپریشن ردالفساد صرف فساد پیدا کرنے کا سبب بنیں گے۔ اور ہم یہ کہنے سے خود کو روک نہیں پائیں گے۔

روشن فساد میں یہ مکاں اس قدر ہوا   دشمن نہیں تھے وہ اپنے ہی تھے راز کھل گیا

توجہ فرمائیں

پیشوا ادارہ کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ پیشوا ادارہ تمام سیاسی و مذہبی شخصیات کا تہہ دل سے احترام کرتا ہے مگر ان کے غلط نظریات اور افکار کو بیان کرنے کی قارئین کو اس غرض سے اجازت دیتا ہے تا کہ متذکرہ شخصیات اپنی اصلاح کر سکیں۔ اگر کوئی شخص سمجھے کہ اسے غلط طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے تو وہ بھی حق رکھتا ہے کہ وہ بھی ناقدین کی اصلاح کے لئے اپنا موقف پیش کرے اور ادارہ ایسے مضامین کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ادارہ پیشوا بلا تفریق مذہب و ملّت خدمت کا دعوے دار ہے۔ سبھی رسالہ میں اپنے افکار اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ادارہ پیشوا اُن تمام قلمکاروں کو دعوت دیتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین کی آراء اور مشوروں کا منتظر ہے۔ آپ کی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا اور قارئین کی آراء پر غور بھی کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ (ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل)

سلطان محمد کی رسم ختنہ

۹۹۰ھ یعنی ۱۵۸۲ء میں عثمانی خلیفہ سلطان مراد بن سلیم ثانی نے اپنے بیٹے سلطان محمد کی رسم ختنہ پر ایک جشن کا اہتمام کیا، ایسے جشن کی مثال کسی بھی خلیفہ اور بادشاہ کے زمانے میں نہیں ملتی۔ وسیع پیانے پر دعوتوں شادیانوں اور لہو وطرب کا اہتمام ہوا۔ ۴۵ روز تک برابر لوگ طرح طرح کے کھانے کھاتے رہے اور دادعیش دیتے رہے۔ سونے اور چاندی کی چھوٹی چھوٹی پلیٹیں تھیں جنہیں سونے چاندی سے بھر کر لوگوں میں تقسیم کیا جاتا رہا، سونے کی پلیٹ میں چاندی بھری جاتی اور چاندی کی پلیٹ میں سونا بھر کر دیا جاتا تھا یہ سب انعام واکرام تھا، ان لوگوں کا جو گانے بجانے والے اور رقص وسرور کی محفلیں بپا کرنے والے تھے۔ اور دوسرے طالبین احسان کے لیے۔ (بحوالہ سلطنت عثمانیہ۔ شائع کردہ ضیا القرآن پبلی کیشن۔ صفحہ ۵۸۸)

تیمور۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان سے کم نہیں تھا

تیموری سلطنت کا بانی تیمور ایک ترک قبیلے برلاس سے تعلق رکھتا تھا جو چنگیز خان کے خاندان کی سپہ سالاری کے فرائض انجام دیتا تھا چونکہ تیمور ایک اچھا سپہ سالار تھا، اس کی بناء پر ۱۳۶۶ء میں موجودہ افغانستان کے مقام بلخ میں تخت نشین ہوا۔ اس کی ساری زندگی اردگرد کے ملکوں میں لڑائی کرتے گزری۔ تیمور کے مدمقابل اکثر مسلم ممالک ہی ہوتے تھے۔ اگرچہ ہماری تاریخوں میں تیمور کو ایک ہیرو کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے، تاہم حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت ظالم اور سفاک حکمران تھا۔ ۱۳۹۸ء میں اس نے دہلی اور میرٹھ کو فتح کرنے کے بعد لاکھوں ہندوؤں کا قتل عام کیا۔ سلطنت عثمانیہ یا خلافت عثمانیہ کے سلطان بایزید کے بیٹے ارطغرل کو تیمور نے شکست دے کر سیواس پر قبضہ کرلیا۔ سفاک تیمور نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ تیمور نے اس فتح کے بعد کم ازکم چار ہزار قیدی عثمانی مسلمان فوجیوں کو زندہ دفن کر دیا۔ بیٹے کی شکست کے بعد انقرہ میں بایزید نے تیمور سے مقابلہ کیا مگر ناکام رہا اور گرفتار ہوا۔ اور ایک سال بعد قید میں ہی مر گیا۔ یہ واقعہ ۱۴۰۲ء میں ہوا اور بایزید کی شکست خلافت عثمانیہ کے زوال کا آغاز بنا۔ تیمور اکثر کہا کرتا تھا کہ ”میں پوری دنیا فتح کروں گا کیونکہ یہ ضروری ہے کہ زمین پر صرف ایک شخص حکمرانی کرے کیونکہ آسمانوں میں صرف ایک الہ ہے۔“ تیمور جہاں بھی گیا وہاں ہر چیز ویران کرتا تھا۔ وہ انتقام کے جوش میں انسانوں کا قتل عام کرتا تھا اور شہروں کو ڈھا دیتا تھا۔ اصفہان، خوارزم، سرائے، بغداد اور دمشق میں تیمور نے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا۔ ہندوستان میں فیروز شاہ تغلق جیسے نیک بادشاہ کی حکومت کو تیمور ہی نے ختم کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ تیمور مسلمان ہونے کے باوجود خونریزی اور سفاکی میں چنگیز خان اور ہلاکو خان سے کم نہیں تھا۔

(ڈاکٹر محمد فاروق خان کی کتاب امت مسلمہ، کامیابی کا راستہ سے ماخوذ)

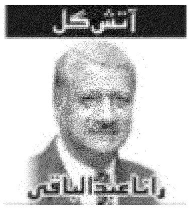

ٹرمپ کی متعصّبانہ تہذیبی انتخابی مہم اور موجودہ ہنگامے

تحریر: رانا عبدالباقی (کالم آتش گل)

معزز قارئین کرام ! امریکی صدارتی انتخابات میں ڈونلڈ ٹرمپ کی مسلم مخالف متعصّبانہ انتخابی مہم جس میں ٹرمپ کو امریکہ میں بھارتی اور صیہونی لابی کی حمایت حاصل رہی بہرحال امریکی ریاستوں کو حاصل انتخابی ووٹ کے سبب ٹرمپ امریکی صدارتی انتخاب جیتنے میں کامیاب ہوگئے ہیں جبکہ کہا جا رہا ہے کہ مجموعی طور پر اکثریتی عوامی ووٹ ھیلری کلنٹن کو حاصل ہوا تھا۔ امریکی صدارتی انتخاب میں اِس دوعملی کے خلاف آوازیں تو پہلے بھی اُٹھتی رہی ہیں لیکن اِس مرتبہ انتخابی نتائج کے خلاف کچھ امریکی ریاستوں میں بیشتر امریکیوں نے ٹرمپ کو اپنا صدر ماننے سے انکار کرتے ہوئے Trump is not our President احتجاج کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کا دائرہ واشنگٹن میں امریکی صدر کی رہائش گاہ وائٹ ہاؤس تک پہنچ گیا ہے۔ بظاہر یہ ردعمل سنجیدہ نوعیت کا نظر آتا ہے کیونکہ بہت سے مسلم اور افریقی نژاد امریکی شہری ٹرمپ کی شدت پسند پالیسیوں سے اختلاف کرتے ہوئے امریکہ چھوڑ کر کینیڈا چلے جانے کی بات کر رہے ہیں۔ دوسری طرف ٹرمپ کی جانب سے بھارتی اور صیہونی لابی کی جانب سے امریکی مسلمانوں پر متعصّبانہ حملے کئے گئے ہیں اور افریقی امریکیوں کے خلاف انتہائی نفرت انگیز وال چاکنگ شروع کی گئی ہے جس کے ردعمل کے سبب بہت سی امریکی ریاستوں میں انتخابی احتجاج نے ہنگامہ آرائی کی شکل اختیار کر لی ہے جبکہ امریکی صدر نے اپنے ایک ٹوئٹ میں مظاہروں کو اپنے انتخاب پر ناانصافی سے تعبیر کیا ہے۔

درج بالا تناظر میں امریکہ میں بڑھتی ہوئے معاشرتی خلیج دنیا بھر کی قوموں کے درمیان بین المذاہب امن اور آشتی اور peaceful co-existence کی کوششوں کیلئے کوئی اچھا شگون نہیں ہے۔ اِس سے قبل مغرب کے کچھ متعصب مفکرین پہلے ہی اپنے تحقیقی مقالوں کے ذریعے بل خصوص اسلامی تہذیب کے اقتصادی اور معاشرتی نظام کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام کیلئے بڑی رکاوٹ گردانتے ہوئے مستقبل کی تہذیبی کشمکش کو مغربی فکر و نظر کا حصہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ 1918 میں شائع ہونے ہونے والی کتاب " مغرب کا زوال " کے مصنف اَسوالڈ سپینگلر پہلے ہی فلسطین کو یہودیوں کا قومی گھر بنانے کے پس منظر میں اسلامی تہذیب کی ارتقائی کیفیت کو مغربی حکومتوں کیلئے خطرہ گردانتے ہوئے دنیا میں تہذیبی جنگ پھیلانے کی بات کر چکے ہیں۔ چنانچہ اِسی فکر کو مہمیز دیتے ہوئے برنارڈ لیوس نے 1990 میں شائع ہونے والے مقالے " مسلم برہمی کی جڑیں " اور 1993 میں شائع ہونے والی کتاب " تہذیبوں کا ٹکراؤ " clash of civilizations کے مصنف سیموئل ہٹینگٹن نے بل خصوص اسلام کے خلاف نفرت کی سیاست کو بخوبی فروغ دیا ہے۔ چنانچہ اِسی فکر کو آگے بڑھاتے ہوئے 2014 کے بھارتی عام انتخابات میں نریندرا مودی نے مسلمانوں اور پاکستان کو نفرت انگیز انتخابی مہم کا نشانہ بناتے ہوئے بھارتی انتخابی مہم میں کامیابی حاصل کی جس کا اعادہ اب امریکی انتخابی مہم میں بھارت کے دفاعی اتحادی امریکہ میں ڈونلڈ ٹرمپ کی انتخابی مہم میں دیکھنے کو آیا ہے۔ حیرت ہے کہ مودی کی مسلم اور پاکستان دشمنی جس کا اظہار متعدد مراحل پر دیکھنے میں آیا ہے سے ذاتی دوست قائم کرنے میں پاکستانی وزیراعظم نے دیر نہیں لگائی اور اِسی طرح ٹرمپ کی کامیابی پر کچھ دیر انتظار کرنے کے بجائے میاں صاحب نے

ٹرمپ کے امریکی صدر کے طور پر حلف اُٹھانے سے قبل ہی دلی مبارک باد کے پیغامات ارسال کرنے شروع کر دیئے ہیں؟ حیرت ہے کہ مسلم ممالک کے پاس وسائل ہونے کے باوجود اسلامی تہذیب کے خلاف اِس منظّم مغربی پراپیگنڈے کا موثر جواب دینے کے بجائے مسلم ممالک کے بیشتر سیاسی دانشور مغرب کے سامنے معذرت آمیز رویہ اختیار کرنے پر ہی اکتفا کرتے رہے ہیں۔ جبکہ مغرب میں اسلامی تہذیب کے خلاف اُبھرنے والی تہذیبی ٹکراؤ کی شدت کو مندمل کرنے کیلئے اسلامی دنیا سے چند آوازیں ہی بلند کی گئی ہیں جس میں 2008 میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی کتاب، مفاہمت، Reconciliation اور ملائیشیا کے دانشور ڈاکٹر چندرا مظفر کی کتاب آج کے مسلمان Muslims today شامل ہیں۔ یہ اَمر خوش آئند ہے کہ مغربی اور بھارتی پروپیگنڈے کا موثر دانشورانہ جواب دینے کیلئے اسلام آباد میں سعودی عرب کے تعاون سے قائم انٹرنیشنل اسلامیک یونیورسٹی نے فکر اسلامی اور علامہ اقبالؒ کی ویژن کی موثر ترویج اور بین الاقوامی سطح پر تحقیق و مکالمہ کیلئے " اقبالؒ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ" کی بنیاد رکھی ہے۔ مغرب میں اسلامی فکر و نظر کے خلاف منفی پراپیگنڈے کا موثر جواب دینے کیلئے اِس اہم ادارے کی ضرورت بہرحال مسلمہ تھی کیونکہ گذشتہ چند برسوں سے اسلام کے خلاف انتہا پسند ہندوؤں اور شدت پسند صیہونیت کی جانب ماضی کے اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اسلامی فکر کے پھیلاؤ کے خلاف پروپیگنڈہ مہم کو اِس قدر تیز تر کر دیا گیا ہے کہ نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ انتخابی مہموں کے دوران بھی مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ محترمہ بے نظیر بھٹو اور ڈاکٹر چندرا مظفر نے اسلام

پاکستان نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا؟

ایک مشہور کتاب آزادی ہند نامی سے ایک اقتباس پیش ہے جو مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک تقریر سے لیا گیا ہے:۔

ہندوستان نے اپنی آزادی حاصل کرلی، مگر اپنی وحدت کھودی۔ ایک نئی ریاست پاکستان کے نام سے وجود میں لائی گئی۔ پاکستان مسلم لیگ کی تخلیق تھا لیگ میں مشکل ہی سے کوئی ایسا رکن رہا ہوگا جس نے ملک کی آزادی کے لئے جنگ لڑی ہو۔ نا تو انھوں نے کوئی ایثار کیا تھا، نہ ہی وہ کسی جدوجہد کی ڈسپلن سے گزرے تھے۔ ان میں یا تو ریٹائرڈ حکام تھے، یا ایسے افراد جو انگریزوں کی سرپرستی کے تحت عوامی زندگی میں لائے گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب نئی ریاست کی تشکیل ہوئی تو اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو خدمت یا قربانی کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھتے تھے۔ نئی ریاست کے بہت سے حکمراں خودغرض لوگ تھے۔ وہ صرف ذاتی مفاد کی خاطر عوامی زندگی میں آئے تھے۔ دس برس گزر چکے ہیں اور ابھی حال ہی میں (وہاں) ایک آئین وضع کیا جاسکا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ یہ شکل بھی آخری نہیں لگتی۔ کیونکہ جب دیکھو آئین میں مزید تبدیلیوں کی تجاویز ہوتی رہتی ہیں۔ کسی کو معلوم نہیں کہ نئے آئین کے تحت پہلے انتخابات کب کرائے جائیں گے۔ پاکستان کی تخلیق کا واحد نتیجہ برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں کی پوزیشن کو کم کرنا تھا۔ دوسری طرف ابھی تک کوئی ایسا اشارہ نہیں ملا جس سے پتہ چلتا کہ پاکستان میں ایک مستحکم اور مستعد حکومت قائم کی جاسکتی ہے۔ اگر اس سوال کو صرف مسلم فرقے کے نقط نظر سے دیکھا جائے تو کیا کوئی آج انکار کرسکتا ہے کہ ان کے لیے پاکستان ایک بہت افسوسناک اور نامبارک قدم رہا ہے؟ واقع تو یہ ہے کہ میں جتنا سوچتا جاتا ہوں، اتنا ہی قائل ہوتا جاتا ہوں کہ پاکستان نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا۔

کے خلاف مغرب کے پراپیگنڈے پر معذرت آمیز رویہ اختیار کرنے کے بجائے شواہد کیساتھ مغربی سیاسی لابی کو موثر جواب دیا ہے۔

ڈاکٹر چندرا نے اپنے مقالوں میں مسلم ممالک پر مغرب کے بے پایاں کنٹرول، سیاسی غلبے اور گلوبل بالادستی قائم کرنے کی پالیسی کو امت اسلامیہ میں مغرب کے خلاف نفرت اور شدت پسندی کے جذبات کے اُبھار کی اہم وجہ قرار دیا ہے کیونکہ مغرب کے منفی پراپیگنڈے نے مذہبی بنیاد پرستی اور مغرب مخالف اندرونی سیاسی دباؤ میں اضافے کو ہوا دی ہے۔ ڈاکٹر چندرا کہتے ہیں کہ صیہونیت اور بنیاد پرست عیسائیت نے قرون وسطیٰ میں جو ظلم انسانیت پر ڈھائے ہیں اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ کہتے ہیں کیا ماڈرن یورپ اور امریکہ وآسٹریلیا کی موجودہ نسلیں یہ نہیں جانتی ہیں کہ اُن کی عمل داری قائم کرنے کیلئے امریکہ اور آسٹریلیا میں تیس ملین مقامی لوگوں کا قتل عام کیا گیا تھا؟ مغربی استعمار نے دیگر ملکوں پر قبضہ کرتے ہوئے چالیس ملین لوگوں کا قتل عام کیا اور افریقہ کے پچیس ملین لوگوں کو امریکہ میں غلاموں کی تجارت کے ذریعے بدترین زندگی گذارنے پر مجبور کیا گیا، جنوبی افریقہ میں نسلی بنیادوں پر کالوں کے حقوق کی پامالی بیسویں صدی تک جاری رہی لہذا، مغربی دانشور اپنے مقالوں میں اپنا زیادتیوں کو چھپانے کیلئے اسلام پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے نظر آتے ہیں جبکہ اسلام نے قرآن مجید میں یہ کہہ کر معاشرتی توازن قائم کرنے کی بنیاد رکھ دی تھی کہ " آپ کا مذہب آپ کیلئے اور میرے لئے میرا مذہب " لہذا دیگر مذاہب کے خلاف اسلام شدت پسندی کی تلقین نہیں کرتا۔ اِس کی مثال خلافت عثمانیہ کے زمانے میں بھی دیکھی جاسکتی کہ اگر کسی عیسائی یا یہودی کو زبردستی مسلمان بنانے کی شکایت موصول ہوئی تو ایسے مسلمان کے خلاف تادیبی کاروائی کی گئی۔ جنگوں کے دوران بھی عام شہریوں کے خلاف مسلم رواداری کا جذبہ ہمیشہ ہی موجزن رہا۔ اِس کے برعکس جب عیسائی فاتحین نے 1099 میں فلسطین پر قبضہ کیا تو تیس ہزار مسلمانوں اور یہودیوں کا قتل عام کیا گیا لیکن جب صلاح الدین ایوبی نے 1187 میں فلسطین فتح کیا تو اُنہوں نے نہ صرف مقامی عیسائیوں اور یہودیوں کو تحفظ فراہم کیا بلکہ اُن کے مذہبی مقامات کی بھی حفاظت کی گئی۔ اِسی طرح فلسطین پر 1917 میں برطانوی قبضے کے بعد نہ صرف اکثریتی مسلمان آبادی کے حقوق کی پامالی کرتے ہوئے فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کی سازش کی گئی جہاں آج تک فلسطین میں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر چندرا، مغرب کو یاد دلاتے ہیں کہ آج کے دور میں کسی بھی مسلم اکثریتی ملک میں اقلیتوں کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا جارہا ہے کیونکہ کسی بھی مسلمان ملک میں اقلیتی آبادی کا تناسب تبدیل نہیں ہوا ہے۔ اندریں حالات، مسلمان ملکوں کو بھارتی اور صیہونی لابی کی جانب سے اسلامی تہذیب وتمدن کے خلاف کی جانے والی اِس بے معنی مہم جوئی کے خلاف خاموش رہنے کے بجائے موثر آواز بلند کرنی چاہیے۔

اقوال زریں

جس کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے۔ ایک فرعون کو اس پر مقرر کرتا ہے تاکہ اسے رنج پہنچائے۔

اگر فرعون بھوکا ہوتا تو ''انا ربکم الاعلیٰ'' ہرگز نہ کہتا۔

(حضرت بایزید بسطامیؒ بحوالہ انمول موتی۔ مرتبہ عبدالرزاق)

ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح ہیں کہ ہمیں خراج دیتے ہیں یعنی اپنے تمام اعمال صالحہ ہمارے نامہ ءاعمال میں منتقل کرا

دیتے ہیں۔ سید عبدالقادر جیلانی

جو کوئی لوگوں کی نظروں میں وہ ہو کر دکھائے جو وہ نہیں ہے، وہ نگاہِ حق سے گر جاتا ہے۔ حضرت سری سقطیؒ

متکبر کو خدا اس جہان سے نہیں لے جاتا یہاں تک کہ وہ سب سے کمینے شخص سے ذلت نہ چکھے۔ حضرت حاتم اصمؒ

لوگ اپنے اخلاق پر قائم رہتے ہیں اور اچھا سلوک کرتے ہیں جب تک ان کی خواہش کے خلاف کوئی حرکت نہ کی جائے اور اگر ایسا کیا جائے تو خوش خو بدخو ہو جاتے ہیں۔ حضرت عثمان الحیریؒ

اہم اعلان

دُکھی دُنیا کے دُکھی چہرے میں بھر دیں رونق		ایسی خُوشبُو کوئی اب پیار کی ایجاد کریں

ادارہ پیشوا (پرائیویٹ) ایک زیر رجسٹرڈ نمبر ۸۷۴۷۱۵۸ چیریٹی ہے جو معذور اور بے بس مریضوں کو وہیل چیئرز مہیا کرتی ہے۔ اور غریب بچوں کو تعلیم جیسا بنیادی حق دلانے کی کوشش کرتی ہے۔ سسکتی اور لڑکھڑاتی زندگیوں کی مدد کے لئے قدم بڑھانا نہایت ثواب کا کام ہے۔ زمین پر گھسٹ گھسٹ کر ہر لمحہ مرنے والوں کی مدد کرنا تمام انسانوں کا فرض ہے۔ اگر آپ غریبوں، بے بسوں، بے کسوں اور لاچاروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل اکاؤنٹ میں اپنے عطیات جمع کروائیں۔ (نئی اور پرانی وہیل چیئرز بھی عطیہ کی جا سکتی ہیں)

PESHWA LTD.

Account # :(Barclays Bank): 90730343   Sort Code: 208420

برائے مہربانی اپنے چیک پیشوا لمیٹڈ کے نام سے ارسال فرمائیں۔

2.London Road,Morden,Surrey,SM4 5BQ. UK

E-mail. peshwaltd@gmail.com : Tel. 020.36747909: Mob. 07792998973

سہ ماہی رسالہ پیشوا انٹرنیشنل		E-mail. peshwaltd@gmail.com

پیشوا انٹرنیشنل حاصل کرنے کے لیے رانا فوڈ اسٹور اینڈ حلال میٹ مورڈن اور آر ایچ ایکسیڈنٹ کلیم سروسز مورڈن سے رابطہ فرمائیں۔ رسالہ کی قیمت ایک پونڈ مقرر کی گئی ہے۔ پیشوا انٹرنیشنل رسالہ آر ایچ ایکسیڈنٹ کلیم سروسز مورڈن سے بالکل مفت حاصل کریں۔ فیس بک پر **warsane abu jehal** نامی سائیٹ پر بھی رسالہ دیکھا جا سکتا ہے۔ اپنا ای میل ہمیں بھیجیں اور باقاعدگی سے پیشوا انٹرنیشنل کی پی ڈی ایف کاپی مفت حاصل کریں۔ **peshwa magazine international** گوگل پلس پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

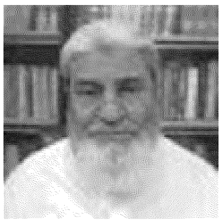

مشرقی اُفق

میر افسر امان

کنو ینر کالمسٹ کونسل آف پاکستان

آپریشن ردالفساد

ملکِ عزیز میں دہشت گردی کے خلاف ایک نیا آپریشن ردالفساد کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔اس آپریشن میں تینوں فورسز بھر پور حصہ لے رہی ہیں۔ملک بھر میں آپریشن ردالفساد کے تحت ۳۵۰/ افراد کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔کراچی ،اوکاڑہ اور والبدین میں بغیر دستاویزات کے رہنے والے ازمک اور افغان شہریوں سمیت ۸۲/ افراد پکڑے گئے۔پنجاب میں کسی بھی مشکوک سرگرمیوں کی اطلاع کے لیے ہیلپ لائن قائم کر دی گئی ہے۔پنجاب میں آپریش کے لیے رینجرز کو بھی اختیارات دے دیے گئے ہیں۔آئی ایس پی آر نے تمام شہریوں سے درخواست کی ہے کہ وہ فورسز سے تعاون کریں۔فورسز کو بھی چاہیے کہ بے گناہ لوگوں پر ہاتھ نہ ڈالے۔اور پاکستان میں رہنے والے باہر ملکوں کے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ پاکستان میں قیام کے لیے ضرور کاغذات اپنے پاس شناخت کے لیے رکھیں۔خاص کر افغان مہاجرین جو پاکستان میں کئی دہائیوں سے رہ رہے ہیں یہاں پر کاروبار کر رہے ہیں ۔ یہاں مقامی آبادیوں میں شادیاں بھی کر لی ہیں۔ افغانستان سے آنے والے دہشت گرد ہمارے ازلی دشمن بھارت کے ورغلانے پر دہشت گردی کی کاروائیاں کر رہے ہیں۔اس سے قبل بھی کئی آپریشن کیے جا چکے ہیں مگر ملک میں دہشت گردی ہے کہ مکمل طور پر ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔اس میں آخری آپریشن ضربِ عضب سابق سپہ سالار راحیل شریف کی کمان میں کیا تھا۔جس میں دہشت گردوں کو کافی حد تک ختم کیا گیا۔اس کے شروع کرتے وقت پاکستان کے ناسمجھ تجزیہ نگاروں نے اپنے تجزیے پیش کیے تھے کہ اس کے لیے سول حکومت تیار نہیں تھی۔ فوج نے یہ آپریشن خود شروع کیا اور بعد میں سول حکومت نے اس کو مان لیا وغیرہ۔اس سے قبل بھی پاکستان کے دوست نما دشمن امریکا نے ہمارے سابق سپہ سالار کیانی پر زور دیتے ہوئے اور ڈو مور کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے شمالی وزیرستان پر آپریشن کا کہتے رہے تھے۔مگر جنرل کیانی نے پاکستان کے بہترین مفاد میں امریکا کی ڈو مور کی پالیسی نہیں مانی اور شمالی وزیرستان میں آپریش نہیں کیا تھا۔اس کا ذکر اُس وقت کے فوج کے آئی ایس پی آر کے ترجمان نے بی بی سی کو انٹرویو میں بھی کیا تھا جسے بعد میں پاکستانی اخبارات نے بھی شائع کیا تھا۔مگر اے کاش! کہ آئی ایس پی آر کے نمائیدے نے یہ بات پریس کو نہیں بتائی تھی کہ جنرل کیانی نے اپنے دور میں امریکا کے صدر اوباما کو چالیس صفحوں پر مشتمل ایک احتجاجی خط بھی لکھا تھا کہ امریکا پاکستان میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ذریعے افراتفری پھیلا رہا ہے۔اور اس کا مقصد پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو ختم کرنا ہے یا افراتفری کا بہانہ بنا کر اقوام متحدہ کے زیر کمان دینا ہے۔جنرل کیانی سے دبئی مذاکرات میں امریکا کے تینوں فوجوں کے سربراہوں نے ریمنڈ ڈیوس کو حوالے کرنے کی کوشش کو نہیں مانا تھا۔بعد میں اُس وقت کی سول حکومت نے ریمنڈ ڈیوس کو عدالتی کاروائی کے تحت امریکا کے حوالے کیا تھا۔بزدل کمانڈو پرویز مشرف کے دور میں پاکستان کے سفیر حسین حقانی نے امریکیوں کو بیشمار ویزے دیے تھے۔اس میں سی آئی اے کے ایجنٹ بھی شامل تھے۔جنرل کیانی نے ان کو ملک سے نکالنے کے لیے امریکا سے ان کی لسٹ بھی مانگی تھی اور ایک ایک کر کے ان کو پاکستان سے باہر نکالا بھی تھا۔جنرل کیانی نے پرویز مشرف کا پھیلایا ہوا کافی گند صاف کیا تھا۔یہ سب واقعات اخبارامت نے رپورٹ کیے تھے جو اب تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں۔بہر حال اب بہت ہی بہت ہی خوش آیند بات ہے کہ اس دفعہ وزیر اعظم صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ آپریشن ردالفساد کا فیصلہ ان کی زیر کمان ایک اعلیٰ سطحی سیکورٹی اجلاس جو وزیر اعظم ہاؤس میں منعقد کیا گیا تھا۔شکر ہے جو نادان لوگ یہ گردان دہراتے رہتے تھے کہ فوج اور سول حکومت ایک پیج پر نہیں ہے اب ان کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ اب فوج اور سول حکومت ایک ہی پیج پر ہیں۔سیکورٹی اور ملک سے متعلق اہم فیصلے باہمی مشاورت سے ہو رہے ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ ردالفساد آپریشن کامیاب ہو اور ملک عزیز سے دہشت گردی جڑ سے ختم ہو جائے۔صاحبو! یہ بات تو قوم کے لیے قابل اطمینان ہے مگر کیا کوئی ہے جو اس دہشت گردی کی جڑ کو تلاش کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے؟ اگر ہم نے اس کی جڑ کو چھوڑ کر صرف شاخوں کے کاٹنے کی پالیسی پر عمل کرتے رہے تو شاید یہ دہشت گردی کبھی بھی ختم نہ ہو۔

ہمیں چاہیے کہ ہم بھارت امریکا دفاعی معاہدے کا توڑ کرتے ہوئے چین سے دفاعی معاہدہ کرلیں۔ روس جو کل پاکستان کا دشمن تھا اب پاکستان کے ساتھ دوستی کے لیے تیار ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ روس سے تعلقات کو بہتر بنائے۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری کی وجہ سے دنیا اور خاص کر ترکی اور وسط ایشیا کی ریاستیں پاکستان سے دوستی بڑھانے پر تیار ہوگئیں ہیں ان کے ساتھ تعلقات کو مستحکم کرنا چاہیے تاکہ بھارت کی پاکستان کو تنہا کرنے کی پالیسی کا توڑ کیا جاسکے۔ کسی کے بھی دباؤ میں نہ آکر اپنی ایٹمی اور میزائل قوت کو تیز سے تیز کرنا چاہیے۔ پاکستان میں آجکل بھارتی سیکولر لابی بہت طاقت ور ہوتی جارہی ہے۔ وہ کھل کر دوقومی نظریہ اور پاکستان کے اسلامی آئین کے خلاف تحریک چلائے ہوئے ہیں۔ اس کے توڑ کے لیے پاکستان کے اسلامی آئین پر عمل درآمد کو یقینی بنانا چاہیے۔ امریکا، بھارت اور اسرائیل گریٹ گیم کے تحت پاکستان کی مسلح افواج کو بدنام کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تازہ لہر بھینسا، موچی اور روشنی کے نام سے سامنے آئی ہے۔ انہوں نے اسلام آباد میں فوج کے خلاف نعرے لگائے تھے۔ یہ اسلام اور فوج کو بدنام کرنے کی مہم میں شامل تھے۔ ہماری وزارت داخلہ کو ان کے خلاف بھرپور قانونی کاروائی کرنی چاہیے۔ ڈان لیکس کی تحقیقات کو عوام کے سامنے لا کر فوج کے خلاف جھوٹا پروپگنڈا کرنے والوں کو سزا دینی چاہیے۔ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت نے پاکستان توڑ کر تاریخی بیان دیا تھا کہ ہم نے دوقومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے اور مسلمانوں سے ہزار سالہ حکومت کا بدلہ بھی لے لیا ہے۔ ہے کوئی غیرت مند پاکستانی حکمران جو بھارت کے اس اعلان کے بعد دوقومی نظریہ کو پہلے سے زیادہ مستحکم کرے؟ اپنے سیکولر ہونے کے بیان سے رجوع کرے۔ پاکستان کے آئین کے مطابق سارے غیر اسلامی قوانین کو پاکستان سے ختم کرکے اسلامی قوانین نافذ کرے۔ اس سے ہی پاکستان کی بقا ہے۔ نیشنل ایکشن پلان پر سختی سے عمل ہونا چاہیے۔ اسی سے آپریشن ردالفساد کامیاب ہوگا۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے آمین۔

ROSHNI INTERNATIONAL

بھینسا۔موچی۔روشنی

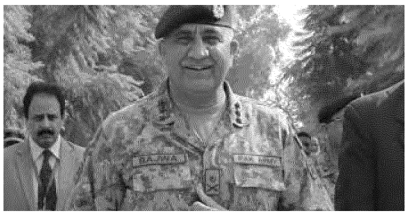

حقیقی زندگی کی وارث، انسانی رُوح ہے

''بعض نباتات میں بھی ایک قسم کا شعور پایا جاتا ہے۔ ایک بانس کا درخت گھر کی چھت کے نیچے لگایا جاوے مگر جب بڑھتے بڑھتے وہ چھت سے قریب ایک بالشت کے رہ جاویگا تو وہ اپنا رُخ بدل لے گا اور دوسری طرف کو بڑھنا شروع کر دیگا۔ ایک اور قسم کی نباتی بوٹی ہے جس کو پنجاب میں چھوئی موئی کہتے ہیں۔ وہ انسان کا ہاتھ لگتے ہی سمٹ کر اکٹھی ہو جاتی ہے۔'' (مرسلہ۔ جہانگیر خاں۔ لندن۔ بحوالہ ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۷۷)

معزز قارئین! اس اقتباس کی روشنی میں جب میں نے انسانوں کو دیکھنا شروع کیا تو سر شرم سے جھک گیا۔ بالخصوص اسلامی معاشروں کو دیکھا تو پتہ چلا کہ مسلمانوں کی اکثریت کو اتنا شعور بھی نہیں ہے کہ اُن کی برائیاں نا صرف اُن کی زندگیوں کو جہنم کا نمونہ بنا رہی ہیں بلکہ انسانیت کی چھت کو بھی پھاڑ رہی ہیں۔ عصر حاضر میں انسانی برائیوں کے بانس نیکی کی چھتوں کو گرا رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقی زندگی کی وارث اور جامعہ کمالات کی حامل صرف اور صرف انسانی روح ہے۔ چھوئی موئی نامی بوٹی بھی کم از کم اتنا شعور رکھتی ہے کہ وہ بیرونی خطرے کو محسوس کر کے سمٹ جاتی ہے۔ مگر آج کا انسان بیخوف ہو چکا ہے۔ ان کی حالت اس بانس کی مانند ہے جو بے شعور ہو کر خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور چھت کا بھی نقصان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو جن کی روح جامعہ کمالات اپنے اندر رکھتی ہے انہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے ادارہ پیشوا کا اتفاق ضروری نہیں ہے

قائد اعظمؒ پر الزام یا حقیقت؟

تحریر: رانا محمد حسن خاں

گزشتہ دنوں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے ایک پرائیویٹ سیکرٹری کے ایچ خورشید کی کتاب تاریخی مشاہدات و واقعات پڑھنے کا موقع ملا۔ اس کتاب میں صاحب کتاب نے ایک ایسی بات لکھی جس نے طبیعت بے قرار کردی۔ اس بات کو بیان کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ قائد اعظم جیسی ہستی کی ذات پر لگائے گئے رقیق الزام کو بے نقاب کیا جائے۔ آیئے دیکھتے ہیں کے ایچ خورشید صاحب کی کتاب میں ایسا کیا لکھا ہے۔

''قائد اعظم فرقہ پرستی کے سخت دشمن تھے یہاں تک کہ ایک بار مسلم لیگ کے ایک ضلعی سربراہ کے خلاف یہ تحریک شروع ہوئی کہ وہ قادیانی ہے اور معاملہ قائد اعظم تک پہنچا تو انہوں نے یہ رولنگ دی کہ اگر وہ خود کو مسلمان کہتا ہے تو بس ٹھیک ہے۔ قائد اعظم قادیانیوں کو مسلمان سمجھتے تھے یا نہیں سمجھتے تھے اس پر بحث بیکار ہے کیونکہ **اس رولنگ کا اصل مقصد صرف اتنا تھا اس دور کا تقاضا یہ تھا کہ جتنے بھی لوگ ساتھ ملیں، انہیں ملا لیا جائے۔ اگر کسی طرح کی مذہبی پابندی عائد کر دی جائے، تو آپ ہمارے ہاں کے مذہبی فرقوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے سے تحریک پاکستان میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں کمی واقع ہو جاتی۔ جب کبھی ان (قائد اعظمؒ) سے بات ہوتی وہ (قائد اعظمؒ) لوگوں سے یہی کہتے کہ مذہبی بحثوں میں نہ الجھو اور جو شخص خود کو مسلمان کہتا ہے اسے مسلمان سمجھ لو۔ جب ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا اور ملک مل جائے گا تو عوام مل کر جو چاہیں گے، کرلیں گے۔''**

اس اقتباس کے آخری فقروں کو اگر سچ مان لیا جائے تو قائد اعظمؒ کے صاف شفاف کردار پر اتنے ہی دھبے نظر آئیں گے جتنے کسی بھی دھوکے باز کے دامن میں ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل انسان جو قائد اعظمؒ کے کردار و اصول اور دیانت سے واقف ہے وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ قائد اعظم منافقانہ سوچ رکھتے تھے۔ دکھ اس بات کا ہے کہ یہ بات قائد اعظم کے سیکرٹری صاحب بیان کر رہے ہیں۔ اگر کوئی پاکستان مخالف مولوی ایسی بات کہتا تو کہا جا سکتا ہے کہ جس کے دل میں پاکستان مخالف کیڑے کلبلا رہے ہوں وہ بانی پاکستان سے بغض و کینہ کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہے۔ حیرت اس بات پر بھی ہے کہ اس قسم کے سوقیانہ خیالات ان تاریخ دانوں کو بھی نظر نہیں آتے جو قائد اعظم پر تحقیقات کے نام پر کھا پی رہے ہیں۔ ایچ کے خورشید صاحب کی لن ترانیوں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی جب ہم قائد اعظمؒ کے مدبرانہ اور دانشمندانہ خیالات پر نظر ڈالتے ہیں۔

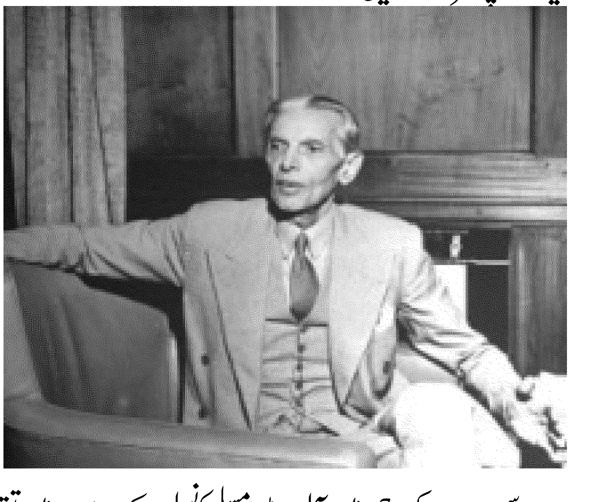

۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ کراچی میں آل انڈیا مسلم کونسل کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا:۔

''پاکستان اسلامی نظریات پر مبنی ایک مسلم ریاست ہوگی اور یہ کوئی پاپا پیت نہیں ہوگی۔''

آئین ساز اسمبلی کے پہلے صدر کی حیثیت سے قائد اعظم محمد علی جناح

نے اپنی پہلی تقریر کرتے ہوئے پاکستان کی آئین سازی کا سنگ بنیاد ان الفاظ کے ساتھ رکھا تھا:۔

"خواہ آپ کا تعلق کسی مذہب، ذات یا عقیدے سے ہو اس کا امور مملکت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔آپ دیکھیں گے کہ کچھ وقت گزرنے کے بعد ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ مذہبی اعتبار سے نہیں کہ یہ ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی اعتبار سے کہ وہ ایک قوم کے شہری ہیں"

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے اس قول کو عملی ثبوت کے طور پر پاکستان کی پہلی اسمبلی کے سپیکر جگن ناتھ اور وزیر قانون جگندھر ناتھ مندل کو مقرر کر کے دیا تھا اور اسی طرح مسیحی فرقے سے تعلق رکھنے والے کو سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس مسٹر کارنیلیس اور فارن آفس میں ایس ایم برق کو نامزد کیا ان کے چیف سیکیوریٹی افسر پارسی تھے اسی طرح جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے سر محمد ظفر اللہ خان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔

قائداعظم نے دہلی میں تیسویں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ "مسلمان گروہوں اور فرقوں کی نہیں اپنے اندر اسلام اور قوم کی محبت پیدا کریں کیونکہ ان برائیوں نے مسلمانوں کو دو سو برس سے کمزور کر رکھا ہے مزید برآں یہ فرمایا کہ جس ملک کی آج ہم بنیاد رکھنے جا رہے ہیں اس میں ذات پات نسل و مذہب کی بناء پر کسی سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا اور ہم سب ایک ریاست میں برابر کے شہری ہیں۔"

اب ہمارا یہ سوال کرنا بنتا ہے کہ کیا قائداعظم محمد علی جناحؒ کے یہ ارشادات اور عملی اقدامات منافقانہ سوچ کا نتیجہ تھے یا ان کی شاندار سوچ کے عکاس؟ قائداعظم کی مدبرانہ اور دانشمندانہ سوچ کو اگر پیش نظر رکھ کر پاکستان کی تعمیر اور ترقی کے لیے کام کیا جاتا تو بلا شبہ پاکستان کی عوام دنیا کی پرامن اور خوشحال ترین عوام ہوتی۔قائداعظم کے عظیم افکار و خیالات پر سیاہی پھیرنے کا آغاز اور باعث ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی سے پاس ہونے والی قرارداد مقاصد کا آنا بنا تھا۔جس میں قائداعظم کی اس سوچ کہ **"خواہ آپ کا تعلق کسی مذہب، ذات یا عقیدے سے ہو اس کا امور مملکت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔"** پر خط تنسیخ کھینچ دیا گیا۔اور ریاست نے قائداعظم کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے ٹھیکہ لے لیا۔قرارداد مقاصد کے متن میں موجود درج ذیل فقرہ قائداعظم محمد علی جناح کے افکار و خیالات کا منہ چڑاتا دکھائی دیتا ہے۔

"مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو قرآن وسنت میں درج اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق ترتیب دے سکیں۔"

ریاست کے کاروبار میں قائداعظم نے فرمایا تھا کہ یہ نہیں پوچھا جائے گا کسی کا مذہب کیا ہے اور عقیدہ کیا ہے، ہم سب ایک ریاست میں برابر کے شہری ہیں۔قرارداد مقاصد کی اگلی شق میں ریاست نے یہ ذمہ داری بھی اپنے ہاتھ میں لے لی کہ اقلیتوں کو اپنے مذہب کو آزادی سے پریکٹس کی اجازت بھی ریاست دے گی۔

جب دستور ساز اسمبلی سے قرارداد مقاصد منظور ہوئی اس دن سے لے کر آج کے دن تک پاکستانی قوم، قائداعظم کے بیان کردہ نشانِ منزل سے دور سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے۔اسی قرارداد کی بدولت پاکستان مخالف مولوی نما مذہبی جوکروں کو گل کھلانے کا موقع میسر آیا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات کروانے کے لیے دولتانہ جیسے بے ضمیر سیاست دان نے سب سے پہلے مولوی نما درندوں کو اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیے احمدیوں کے خلاف استعمال کیا۔ممتاز دولتانہ کی اس بے ہودہ حرکت کی وجہ سے نا صرف پاکستان مخالف ملاؤں کو اپنی اہمیت منوانے کا موقع ملا بلکہ فوج کو بھی اقتدار کے خمار سے آشنا کرنے کا باعث بنا۔دولتانہ نے جو پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے، جناب

پنجاب میں مذہبی منافرت کی ایسی آگ لگا بیٹھے تھے جسے بجھانا ان کے بس کی بات نہ رہی۔ ان آگ کے شعلوں کو بجھانے کے لیے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو پنجاب میں مارشل لا لگانا پڑا۔ جنرل اعظم نے نہ صرف شورش کو جلد ختم کروایا بلکہ ان مولوی نما بھیڑیوں کی اصلیت بھی ظاہر کی۔ اس کی تفصیلات منیر انکوائری رپورٹ میں موجود ہیں۔ بعد میں ایوب خان نے ۱۹۵۸ء میں پورے ملک میں مارشل لا نافذ کر کے قرارداد مقاصد سے محبت رکھنے والے سیاستدانوں اور نام نہاد مولویوں کا گٹھ جوڑ ختم کر کے پاکستان میں پرامن ماحول پیدا کیا۔ جب سے پاکستان بنا ہے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ایوب خان کا دس سالہ دور سنہری دور کہا جا سکتا ہے۔ بھٹو وہ پہلا لیڈر ہے جس نے قرارداد مقاصد کو عملی رنگ میں پاکستان میں نافذ کرنے کی ابتدا کی اور نام نہاد مولویوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر ملک میں فساد کی بنیاد رکھی۔ پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو گیا۔ اقلیتوں کے لیے ملک کا سربراہ بننا ممنوع ہو گیا اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے غیر مسلم قرار دیے گئے وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر یہی قرارداد مقاصد سے محبت، بھٹو کو پھانسی کے تختے تک لے گئی۔ فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ بھٹو ہائیکورٹ میں دہائیاں دیتے رہے کہ کیا میں نام کا مسلمان ہوں؟ کیا میں نے جوئے شراب، ریس اور احمدیوں کو کافر قرار دے کر نوے سالہ مسئلہ حل نہیں کیا؟ جب بھٹو صاحب کی پھانسی کے بعد ان کے جسم کے مخصوص حصہ کی تصاویر لی گئیں تب بھٹو کے دشمنوں کو کچھ یقین آیا کہ وہ مسلمان تھے۔

ضیاء الحق اس تاریکی کا نام ہے جس کے دور حکومت میں ہر قسم کی اخلاقیات کا جنازہ بڑی شان سے نکالا گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ان تمام فرامین کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا جن میں آپ نے کہا تھا کہ ریاست کے تمام شہری برابر کے شہری ہوں گے اور کسی کے مذہب یا عقیدے سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ جس تاریکی کا نام ضیاء الحق تھا اس نے قرارداد مقاصد کی روشنی میں مسلمانوں کو مسلمان اور نمازی بنانے کے لیے قانون سازی کی۔ یہ تاریک انسان جاہل مولویوں کے ہاتھوں میں ایک کھلونے کی طرح تھا۔ یہ جنرل ایسا جنرل تھا جسے اپنے سوا ہر شخص غیر مومن نظر آتا تھا۔ اسی کے دور میں احمدیوں کو شعائر اسلام کی پریکٹس کرنا جرم قرار دے دیا گیا۔ کلمہ پڑھنے، اذان دینے، اسلام علیکم کہنے، تلاوت کرنے، مسجد کو مسجد کہنے، نماز کو نماز کہنے اور درود پڑھنے، بسم اللہ پڑھنے اور دوسرے بہت سے شعائر اسلام کو پریکٹس کرنا احمدیوں کے لیے جرم قرار دے دیا گیا جس کی کم سے کم سزا تین سال بامشقت اور زیادہ سے زیادہ سزا موت قرار دی گئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ قائداعظم کے پاکستان میں، پاکستان کے تاریک سربراہ نے یہ بھی کہا کہ پاکستانی احمدی وہ کینسر ہیں جسے اکھاڑ پھینکا جائے گا۔ ضیاء الحق نامی تاریکی ایسا کچھ کر تو نہ سکی مگر خاک ہونے سے پہلے غیور پاکستانیوں کو ایک دوسرے کا دشمن ضرور بنا گئی۔ قوم کے نونہالوں کے ہاتھوں میں ہتھیار، ہیروئین جیسا منحوس جان لیوا نشہ اور لڑنے مرنے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کے لیے مذہبی منافرت کی تلوار اور فرقہ واریت جیسی بے رحم کلاشنکوف ضرور تھما گیا تھا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا تھا:۔

''آپ مملکت پاکستان میں اپنے مندروں اور اپنی مسجدوں یا کسی عبادت گاہ میں جہاں بھی آپ جانا چاہتے ہیں جانے میں آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ آپ کی کیا ذات ہے؟ آپ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس کا مملکت پاکستان کے امور کی انجام دہی کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں''

بھٹو نے مولویوں کو خوش کرنے کے لیے قائداعظم کے ارشادات پر سیاہی پھیرتے ہوئے احمدیوں کو نا صرف ریاستی تشدد کا نشانہ بنایا بلکہ انہیں غیر مسلم قرار دے کر فساد کی بنیاد رکھ دی تھی۔ وہ قرارداد مقاصد جس پر عمل کرنے کی ۱۹۵۳ء میں ناکام کوشش کی گئی تھی وہ بھٹو دور میں کامیاب ہو کر منافرت کا نقطہ آغاز بن گئی اور پھر اس بنیاد پر ضیاء الحق نے ایک ایسی منحوس عمارت کھڑی کی جس منحوس کی چھاؤں میں پاکستانی قوم آج تک خون تھوک رہی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ

اُتر ضرور مگر آہ صبح آزادی
کسی زمین پہ وجہ فساد بن کے نہ آ

اعلان برائے اشتہارات

کاروبار کی ترقی کے لیے اشتہارات کی اشاعت عصر حاضر میں کاروباری حضرات کی اہم ضرورت ہے۔ادارہ پیشوا نہایت کم قیمت پر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حاضر ہے۔

قیمت اشتہارات

A.4 ۔فل سائز۔کلر۔120£	بلیک اینڈ وائٹ 80£
A.4۔ہاف پیج۔کلر۔ 60£	بلیک اینڈ وائٹ 40£
A.4۔کوارٹر پیج۔کلر۔ 40£	بلیک اینڈ وائٹ 30£

پیشوا میں اشتہارات شائع کروانے کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں

رانا عبدالصمد خاں　　07792998973

AZED&CO

Incorporated Precticing Accountants

Rizwan Azed

B.COM,MBA,AIIA,FSPA

سیلف ایمپلائیڈ،سول ٹریڈر،لمیٹڈ کمپنی اکاؤنٹس،پی سی او ڈرائیور اکاؤنٹس،سیلف ایسیسمنٹ۔ ٹیکس ریٹرن،لمیٹڈ کمپنی فارمیشن۔بک کیپنگ،بجٹ۔بزنس پلان،بزنس سٹارٹ اپ۔

392 London Road　　Tel.020 8646 6777

Mitcham Surrey　　Fax.020 8646 9416

London .CR4 4EA　　Mob.0786 788 6952

E.Mail.　azed@azed.fsbusiness.co.uk

آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ کا احترام نہایت ضروری ہے

RH CATERERS

Our Chefs are dedicated to creating Authentic Dishes.Our Menus offer a wide variety of dishes originating from all parts of the Indian & Pakistani. Sub Continent.We can offer a range of Catering Options such as a sit down Silver Service,a simple Buffet,Multi dish or Karahi Stand service.We are able to cater for any number of guests & our specialized MENUS can be accommodated in any Venue and any budget.A bespoke tailor made Menu can be made upon request. The Complete Catering & wedding package consists of all the necessaries ensuring that you will have the most successful event:

Our Gold pakage includes

☆Authentic Asian Catering
☆Welcome Drinks Reception (Exotic Fresh Juices)
☆Unlimited Soft Drinks & Juices Throughout the day
☆Cutlery Crockery & Glassware
☆Linen Tableclothes & Napkins
☆Professional Uniformed Waitress Staff
☆Event Manager & Wedding coordinator
☆Kitchen Staff & Porters
☆Complete Peace of mind

For further assistance please contact: Tel.020 3674 7909..Mob:077 9299 8973
2 london Road, SM4 5BQ;Morden,surrey.

پیشوا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

غلط فہمیوں کے پنجرے

تحریر: انعام الحق۔ جرمنی

دُنیا بھر میں بسنے والے مسلمان چاہے وہ پاکستانی، افغانی، بنگالی ہوں، عرب ممالک میں رہنے والے ہوں، افریقی ممالک میں رہنے والے یا پھر انڈیا میں رہنے والے ہی کیوں نہ ہوں سبھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ اپنے اپنے فرقہ میں رہتے ہوئے سب سے بہترین وہی ہیں اور اُن کے علاوہ باقی سب جہنمی ہیں۔ جبکہ اگر ان مسلمانوں کو قریب سے دیکھیں تو انتہائی گھناؤنے جرائم، ظالمانہ رویے، بدعات پیدا کرنے کے اڈے، رسومات کی تعلیمات دینے کے مدارس، قتل و غارت کا جہاد سیکھانے والے، ایک دوسرے کو نئے نئے انداز سے لُوٹنے والے، سودی نظام، شراب و کباب، جوئے خانے اور یہاں تک کہ تمام غیر اسلامی حرکات میں پیش پیش مسلمان ہی ہیں۔ موجودہ دور میں اگر مسلمانوں کی بربادی اور ناکامی کی وجوہات پر غور کریں تو پس پردہ حقائق جان کر ہم ضرور چونک جائیں گے کیونکہ مسلمانوں کی تباہی اور ناکامی کے پیچھے بھی مسلمان ہی ہیں۔ اپنی صفوں میں کھڑے ہوئے منافق تک تو پہنچان نہیں سکتے جبکہ پوری دُنیا فتح کرنے کا ارادہ بنائے ہوئے ہیں۔ گروپ بازیاں اور جھوٹی ضمانتیں، گواہیاں اور وعدے کروانے ہوں تو علماء ڈھونڈتے پھرتے ہیں جبکہ مغرب کو پیچھے چھوڑنے جیسے بڑے بول بولتے ہیں۔

مغرب میں مسلمانوں کے حالات کی بات کریں تو پرانے رہنے والوں میں ایسے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی زندگیاں وہاں گزار چکے ہیں جن کے بچے نسل در نسل مغربی ممالک میں آباد ہیں لیکن پھر بھی قانون توڑنے سے اور داؤ لگانے سے باز نہیں آتے۔ بنگالی لوگ جو مغرب کی بجائے عرب ممالک میں محنت کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ عرب میں اس قدر بدنام ہیں کہ عرب شیوخ بھی بنگالیوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ عرب ممالک میں بنگالی چھوٹے سے چھوٹے کام پر محنت کرتے دکھائی دیتے ہیں اس کی یہی وجہ ہے کہ ہاتھ کی صفائی اور کام چوری میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ مغرب میں دیگر ممالک کے مسلمانوں پر نظر دوڑائیں تو افریقی، چوریوں اور مختلف جرائم اور نشہ بیچنے میں مشہور ہیں، ایشیائی قانون توڑنے اور منافقت میں مشہور ہیں، عرب فضول خرچی اور عیاشی کرنے میں مشہور ہیں اور یہاں تک کہ کوئی بھی مسلمانوں کا فرقہ ایسا نہیں جو کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ یکجایت کی بنیاد پر کسی بھی ملک میں زندگی گزارنے کے لئے تیار ہو۔ علماء ہیں تو وہ بدنام زمانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ کئی علماء ہیں جن کے مغرب میں داخلے پر پابندیاں عائد ہیں اور کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ کئی کئی ملکوں نے پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔

اپنے ممالک میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو شراب حرام لگتی ہوگی اپنے ملک سے باہر قدم رکھتے ہی سبھی کو شراب، زنا، جواء، بدنظری اور دیگر تمام برائیاں حلال لگنے لگتی ہیں۔ کیونکہ علماء نے گناہوں کو بخشوانے کے لئے سینٹر قائم کر رکھے ہیں، ایک بار جاؤ، حاضری لگاؤ، بھاری نذرانہ دو اور سابقہ گناہ معاف!!!۔ مساجد میں بیٹھ کو فتوے فروخت کرنے والے، بہتان لگانے والے، گالیاں دینے والے یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ بخشوانا اتنا ہی آسان ہے جتنا گناہ کرنا۔ ہر عالم جن نکالنے، فتوی دینے، تعویز بیچنے، روحانیت کی پڑیاں بانٹنے اور گناہ بخشوانے کی گارنٹی فروخت کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہوا ہے۔ عجیب و غریب رسومات تیزی سے جنم لے رہی ہیں جن سے مسلمانوں کی نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ مغرب میں مسلمانوں نے اپنا اخلاقی خاکہ

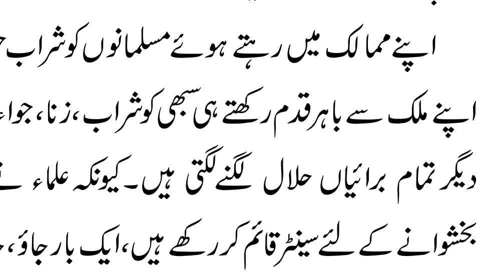

اس قسم کا بنالیا ہے کہ مسلمانوں کو دیکھتے ہی فرنگی یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے پاس کہیں بم ہی نہ ہو۔ یہاں تک کہ مسلمان خواتین مغربی ممالک کے بڑے بڑے شاپنگ سٹوز میں چوری کرتی ہوئی پکڑی جاتی ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نام نہاد حجاب کی آڑ میں چوریاں کرنے والیوں کے ساتھ ساتھ شرفاء کو بھی تلاشی بھگتنا پڑتی ہے جو ایک قابل ندامت عمل ہے۔ لیکن پھر بھی نام نہاد علماء مسلسل مسلمانوں کو غلط فہمیوں میں دھکیلتے چلے جا رہے ہیں کہ ہم ہی اچھے ہیں، ہم ہی جنتی ہیں، ہم ہی دنیا پر فاتح ہونے والے ہیں، ہم ہی اسلام کو دُنیا پر پھیلانے والے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو ان غلط فہمیوں کے پنجرے سے آ کر آزاد کرائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

جمیعت ٹرانسپورٹ

جمیعت ٹرانسپورٹ کے نام سے کئی بسیں مخالف روٹوں پر چلتی ہیں۔ تاہم اس میں سے کسی کے نام کے آگے ''علمائے اسلام'' کا اضافہ ہے اور کئی کے ساتھ ''علمائے پاکستان'' درج ہے اور پھر آگے ان کی کئی شاخیں ہیں جس سے مسافروں کو اکثر دھوکا ہوتا ہے اور پھر وہ بغیر دیکھے ان میں سے کسی ایک بس میں سوار ہو جاتے ہیں، ان مسافروں میں زیادہ تعداد زائرین کی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کمپنی کی بسوں میں صرف نعتوں، قوالیوں کے ریکارڈ بجائے جاتے ہیں۔ کھڑکیوں کے اوپر آیات قرآن اور احادیث درج ہیں۔ تاہم یہ کھڑکیاں ہمیشہ بند ہوتی ہیں جس سے ایک تو تازہ ہوا اندر آنے نہیں پاتی اور دوسرے مسافروں کو باہر کا منظر دکھائی نہیں دیتا۔ ان بسوں کی انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ کھڑکیاں کھلی رکھیں کیونکہ یہ امر زائرین کی عمدہ صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔

(روزن دیوار عطاالحق قاسمی)

کلمہ سناؤ۔ روزن دیوار عطاالحق قاسمی

ہم عارف مرحوم کے پیچھے سر جھکائے، آنکھیں نیم وا کیے، ذکر و فکر میں مشغول چلے جاتے تھے کہ سامنے سے گاؤں کے میراثی کا گزر ہوا۔ عارف مرحوم نے تبلیغی جماعت کے روائتی مفکرانہ انداز میں اس سے دو منٹ گفتگو کے لیے مانگے۔ وہ رُکا تو عارف نے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد اسے جماعت کے مخصوص عاجزانہ انداز میں کہا ''بھائی کلمہ سناؤ!'' اس پر اُس (میراثی) کے چہرے پر گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ ہڑ بڑا کر بولا ''کیا بات ہے، کلمہ بدل گیا ہے؟۔'' ۔۔۔۔

چانکیا کے چیلے

کسی زمانے میں چندر گپت موریہ ہندوستان پر حکومت کرتا تھا۔اس کا ایک درباری، ایک ہندو پنڈت چانکیا بھی تھا جس سے موریہ کبھی کبھی صلاح مشورہ کیا کرتا تھا۔ایک روز بادشاہ چند درباریوں کے ہمراہ شکار کو نکلا۔رات ہوگئی تو ایک جنگل میں پڑاؤ کیا۔سپاہی خیمے لگانے اور کھانے پینے کے بندوبست میں مصروف تھے۔چانکیا بھی ادھر ادھر آ جا رہا تھا کہ اسے ایک جھاڑی سے کانٹا چبھ گیا۔کانٹے کا لگنا تھا کہ چانکیا غصے میں آپے سے باہر ہوگیا۔ملازم سے کہا کہ فوراً ایک گلاس شربت لے آؤ،نوکر سمجھا کہ پنڈت چانکیا کو کانٹے سے بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔وہ جلدی سے شربت کا گلاس لے آیا۔چانکیا نے شربت کا ایک گھونٹ چکھا اور باقی شربت جھاڑی پر اور اس کی جڑوں میں انڈیل دیا۔ملازم نے ہاتھ جوڑ کر پوچھا ''حضور کیا اس شربت میں کوئی خرابی تھی یا مجھ سے کوئی خطا ہوئی کہ آپ نے شربت گرا دیا؟ چانکیا بولا''اس کا جواب صبح دوں گا۔'' دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کے کیڑے ہزاروں کی تعداد میں آئے اور صبح تک اس جھاڑی کو چٹ کر گئے۔صبح چندر گپت موریہ نے حیرانی سے پوچھا''رات یہاں ایک اچھی خاصی جھاڑی تھی اسے کیا ہوا'' چانکیا نے ہاتھ باندھ کر عرض کی''حضور اس نے میرے ساتھ دشمنی کی تھی اور میں نے اس کا بندوبست کیا کہ اس کا نام ونشان ہی مٹا دیا'' اور پھر اسے بتایا کہ میں نے جھاڑی کو کیسے تباہ کیا۔چندر گپت اس کی سکیم سن کر بہت خوش ہوا اور اسے وزیر اعظم اور مشیر خاص کے عہدے پر ترقی دے دی۔

اللہ خیر کرے

ریٹائرڈ بریگیڈئر ترمذی اپنی کتاب حساس ادارے میں لکھتے ہیں کہ'' لاہور میں امریکہ کے کونسل جنرل ڈاکٹر اینڈریو وی کوری نے کہا تھا کہ''ایک پاکستانی کی قیمت ایک وہسکی کی بوتل سے لے کر امریکہ کی مفت سیر تک محدود ہے۔''سابق وزیر قانون ایس ایم ظفر کہتے ہیں میں نے جب اس بیان کا ذکر اپنے دوستوں سے کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اب قیمت اتنی گر چکی ہے کہ اب شاید ایک بوتل واڈ کا سے لیکر لندن کی مفت سیر تک آ گئی ہے۔''

Hazrat Safiyah(ra)

Gulshan Rana . London

Hazrat Safiyah(ra) was a Sahabiya(ra). She was the daughter of Hazrat Abd al Muttalib. Therefore she was the paternal aunty of the Holy Prophet Muhammad(saw).When the Holy prophet(saw) started calling people toward the true religion,Hazrat Safiyah(ra) accepted Islam immediately.Hazrat Safiyah(ra) had two marriages, the first marriage was to Al-Harith bin Harb, when he passed away she mar-ried Hazrat Khadijas(ra) brother, Awwan bin Khuwailid. Hazrat Safiyah(ra) had three sons.One of them was Hazrat Zubair(ra), who had the honour of receiving the Messengers Dicsiple.Hazrat Zubair(ra) was a little boy when his father passed away.Hazrat Safiyah(ra) raised Hazrat Zubair(ra) in an exemplary manner. She wished for her son to grow up to be brave and courageous warrior. In a result of her perfect training Hazrat Zubair(ra) grew into a sincere Muslim, a brave soldier, and a courageous commander.Hazrat Safiyah(ra) was a brave and courageous lady and she took part in several battles.During the Battle of the Trench in 627, Safiyyah was among the Muslim women who were placed for safety in Fari, the fortress of Hassan ibn Thabit. Safiyyah noticed a Jew in the grounds of the fortress and "feared that he would discover our weakness and inform the Jews who were in our rear while the apostle and his companions were too occupied to help us.She told Hassan to go down and kill him. When Hassan hesitated, she went down "stealthily", opened the door "little by little until she could creep up behind the supposed spy, then hit him with a club and killed him. [Note. that Ibn Saad attributes this episode to the Battle of Uhud.] She had a strong personality and she was known as a women with strong faith, this was evident during the battle of Uhud, where it was said that while many Muslims felt de-feated, she moved forward and when others retreated, she advanced.

Another instance where Hazrat Safiyahs(ra) strong faith was shown, when her brother, Hazrat Hamza(ra) passed away in a battle, she did not utter a single word of remorse upon his death other than To Allah we belong,and to Him we shall return.!'Hazrat Safiyah(ra)was highly intelligent and knowledgeable.She was very skilled in Arabic poetry and literature.At the death of her father and her brother she wrote some very sentimated poems in their honour.

When the Holy prophet(saw) passed away. Hazrat Safiyah(ra) wrote a verse which was as follows' the day of your death is certainly a day, in which the sun is wrapped up in darkness though it is shining!'Hazrat Safiyah(ra) passed away at the age of 73, during the Khilafat of Hazrat Umar Farooq(ra).She was laid in to rest in Jinnatul Baqi.May Allah be pleased with her.

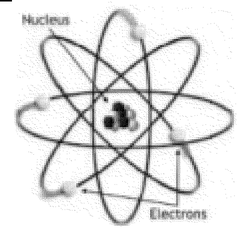

ذرّوں کی کہانی۔آصف کی زبانی

(پروفیسر آصف پرویز۔لندن)

ذرّوں کا ذکر ان دنوں بہت کثرت سے چل نکلا ہے۔حیرت ہوتی ہے کہ ذرّے کا وجود اس قدر مختصر مگر چرچا گھر گھر اور ہر نگر۔سائنسدانوں کی زبان سے اس کا ذکر اچنبھے کی بات نہیں مگر عام آدمی کی گفتگو میں بھی نئے دریافت ہونے والے ذرّے ’’ہگز بوسون‘‘ کا تذکرہ عام ہے۔پیرا اولمپکس میں ذکر تو کھیل اور کھلاڑی کا ہونا چاہیے تھا لیکن افتتاحی تقریب میں اپاہج مگر نامی گرامی سائنسدان ’’Steve Hawkins‘‘ کو ’’ہگز بوسون‘‘ ہی کے گیت گاتے ہوئے سنا گیا۔

کیا عجب تُو نے ہر اِک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

ذرّے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ پچھلے سو سال میں جن سائنسدانوں نے فزکس کا نوبل انعام حاصل کیا ان کی ریسرچ کا محور ذرّہ یعنی ایٹم ہی تھا۔فزکس میں نوبل انعام پانے والے عالمی شہرت کے حامل ان سائنس دانوں میں ہمارے ہم وطن ڈاکٹر پروفیسر محمد عبدالسلام بھی شامل ہیں۔

اب جو ذرّوں کی کہانی بیان ہوگی اس میں آپ کو ذرّے (ایٹم) کی دنیا کی سیر کرائی جائے گی۔اس سیر کے دوران آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ملوکیت اور اس کی ربوبیت کی جھلکیاں جا بجا دیکھنے کو ملیں گی۔اس لحاظ سے اس سلسلہء مضامین کے بنیادی مقصد دو ہیں۔ایک یہ کہ وہ قارئین جن کا سائنس کا علم گہرا نہیں، وہ بھی ایٹم یعنی ذرّے کے اندر جھانک سکیں اور اس کے اندر پایا جانے والا حیرت انگیز نظام مشاہدہ کرسکیں۔لہٰذا کوشش ہوگی کہ اس مضمون کا بیان عام فہم اور زبان سادہ رہے۔دوسرا مقصد یہ ہے کہ ذرّوں اور تخلیق کائنات کے بارے میں قرآن مجید میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہ بھی سامنے آجائیں اور اس آئینے میں خالق کائنات کا چہرہ پہلے سے بڑھ کر دیکھا جانے لگے۔

یہ امر قارئین کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دنیا کے نامور سائنسدانوں نے جو گہرے سائنسی مضامین بیان کیے ہیں وہ دراصل رموزِ فطرت کو سمجھنے اور قوانینِ قدرت کو جاننے کی ہی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔گویا لاشعوری طور پر ان کی تمام تر کاوشیں اسی بات پر لگی ہوئی ہیں

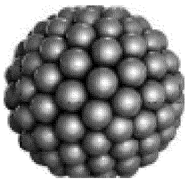

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ’’**خلاق العظیم**‘‘ کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہوجائیں۔اگرچہ پروفیسر سلام صاحب مرحوم کو چھوڑ کر اکثر سائنسدان عملاً اور قولاً دہریہ واقع ہوئے ہیں لیکن ذرّات کا علم بالآخر ان دہریہ سائنسدانوں کو بھی خدا کی ہستی کا ادراک کروا کے چھوڑے گا۔اور انہیں ’’**فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین**‘‘ کی گواہی دینے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

چشمِ دِل سے دیکھ لو ہر ذرّہء ارض و سماء
کہہ رہا ہے اے خدا میرے خدا میرے خدا

ایان ایڈمسن نے [A Man of God] میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا ایک کشفی واقعہ بیان کیا ہے جس میں آپ نے خواب اور بیداری کے درمیان ایک قسم کی نیم غنودگی کی سی کیفیت میں دیکھا کہ ساری زمین سکڑ کر ایک گیند کی شکل اختیار کرگئی ہے۔جس پر دور دور تک کسی جاندار مخلوق کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔نہ زندگی کی چہل پہل ہے۔نہ ہی شہر ہیں نہ ہی آبادیاں۔غرض یہ کہ کچھ بھی تو نہیں۔بس زمین ہی زمین ہے۔کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک زمین کا ذرّہ ذرّہ کانپنے لگا ہے اور زناٹے سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے ہمارا خدا! ہمارا خُدا! ایک ایک ذرّہ اپنے وجود کی علتِ غائی کا باآوازِ بلند اعلان کر رہا تھا ساری کائنات ایک عجیب قسم کی روشنی سے بھر گئی۔ایک ایک ذرّے اور ایک ایک ایٹم نے ایک سُر اور تال کے ساتھ پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا۔میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہمراہ میں بھی یہ الفاظ دہرا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں ہمارا خُدا! ہمارا خُدا!۔عجیب بات ہے کہ مئی ۱۹۹۰ء میں کائناتی طبیعات (کاسمک فزکس) کے ایک ماہر نے اپنے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کائنات کی تخلیق کی جو تصویر پیش کی ہے وہ اس نظارے سے حیران کن حد تک ملتی جلتی ہے۔

قرآن مجید میں ذرّوں کا ذکر سورۃ النساء آیت ۴۱، سورۃ یونس آیت ۱۰، سورۃ السبا آیات ۴ اور ۲۳، سورۃ الزلزال آیات ۸، ۹ میں ملتا ہے۔

سورۃ السبا کی آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ: ''جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں کہ ساعت ہم پر نہیں آئے گی۔ تُو کہہ دے کہ کیوں نہیں؟ میرے ربّ کی قسم! جو عالم الغیب ہے وہ ضرور تم پر آئے گی۔ اُس (یعنی میرے ربّ) سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرّہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، مگر وہ کھلی کھلی کتاب میں ہے۔''

سورۃ السبا کی اس آیت میں دو قسم کے ''اصغر'' اور ''اکبر'' ذرّات کا ذکر ملتا ہے۔ہم سائنس کی زبان میں ''اصغر'' ذرّات کو Fundamental Particles اور ''اکبر'' ذرّات کو سائنسی زبان میں Compounds کہہ سکتے ہیں۔

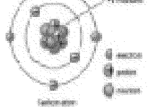

1894ء کی سردیوں کی ایک شام تھی۔اکثر طلباء اور پروفیسر اپنے گھروں کو جا چکے تھے مگر پروفیسر جان تھامسن اپنی لیبارٹری میں ایک تجربے میں مصروف تھا۔اس نے شیشے کی ایک ٹیوب کے اندر سے جس حد تک ممکن ہو سکا ہوا نکال دی اور پھر اس ٹیوب کی ایک طرف بجلی کی مثبت چارج والی تار اور دوسری طرف منفی چارج والی تار کا کرنٹ دیا تو اسے ٹیوب کے اندر روشنی دکھائی دینے لگی (جیسے آج کل گھروں میں شیشے کی ٹیوب لائٹ بجلی کا بٹن دبانے سے روشن ہو جاتی ہے) اس پر وہ گہری سوچ میں پڑ گیا کہ یہ روشنی کیونکر پیدا ہوئی؟ وہ بار بار یہ عمل دہراتا اور اس عمل کے نتیجے میں روشنی کے پیدا ہونے پر غور کرتا رہا اور ایک لمبے عرصے تک اس نے تجربات کو جاری رکھا۔جن میں اس نے مشاہدہ کیا کہ اس روشن ٹیوب پر مقناطیس کو ائل رکھنے سے ٹیوب کے اندر موجود روشنی کی شعاع مقناطیس کی طرف مڑ جاتی ہے۔طویل غور و فکر اور مسلسل تجربات کے بعد بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ شیشے کی ٹیوب کے اندر بچی کھچی ہوا کے ایٹم بجلی کے کرنٹ سے پھٹ جاتے ہیں اور شیشے کی ٹیوب میں دیکھی جانے والی روشنی پھٹنے والے ایٹموں کے منفی چارج رکھنے والے ذرات کی ہے۔(جنہیں الیکٹرون کا نام دیا گیا) چنانچہ جان تھامسن نے ایٹم کو پھاڑنے اور ایٹم کے اندر منفی چارج رکھنے والے ذرات کی دریافت کا اعلان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات کی ہر مادی چیز خواہ وہ دھات کی مانند کوئی ٹھوس چیز ہو، پانی کی طرح مائع شکل میں ہو یا ہوا کی طرح گیس کی صورت میں ہو، وہ دراصل ایٹموں ہی کا مجموعہ ہے۔جیسے اینٹوں سے بنا ہوا ایک مکان اینٹوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز تک سائنسدانوں کا یہ خیال تھا کہ ایٹم ایک بنیادی اکائی ہے جسے مزید تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔مگر جان تھامسن کے اوپر بیان کردہ تجربے اور الیکٹرون کی دریافت کے بعد یہ خیال غلط ثابت ہو گیا۔یہ ذرہ جو روشنی پیدا کرتا اور منفی چارج والا ہوتا ہے۔اس ذرے کا وزن اس قدر کم ہوتا ہے کہ اسے بیان کرنا بھی خاصا مشکل کام ہے۔ایک الیکٹرون کا وزن 9/1000000000000000000 0000000000 گرام ہوتا ہے۔یہ اتنا چھوٹا ہندسہ ہے کہ اسے روزمرہ کے حساب کی زبان میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا اس کو سائنسی حساب کے انداز میں 9x10_29 لکھا جاتا ہے۔الیکٹران کے سائز اور حجم کو سمجھنے کے لیے مثال دی جا سکتی ہے کہ لفظ الیکٹران کے نون میں کھرب ہا کھرب الیکٹران ڈال دیے جائیں تو پھر بھی اس نون جتنی جگہ میں گنجائش باقی ہوگی کہ اس میں مزید اتنے ہی الیکٹرون ڈالے جا سکیں۔اس قدر مخفی الوجود ہونے کے باوجود غالب خیال یہی ہے کہ کائنات کی تخلیق کے وقت جو ذرہ سب سے پہلے تخلیق کیا گیا ہوگا وہ ممکنہ طور پر الیکٹرون ہو سکتا ہے۔

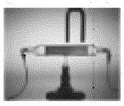

ایٹم پر بحیثیت مجموعی کوئی (منفی یا مثبت) چارج نہیں ہوتا۔لہٰذا سائنسدانوں کا دھیان اس طرف گیا کہ ایٹم کے اندر الیکٹرون کے علاوہ مثبت چارج رکھنے والا کوئی ذرہ بھی ضرور موجود ہونا چاہیے۔چنانچہ اس منطقی اور سائنسی مفروضے پر کی جانے والی تحقیق سالہا سال تک جاری رہی۔بالآخر 1919ء میں Lord Rutherford نے مثبت چارج والا ذرہ دریافت کر لیا۔جس کا نام پروٹون رکھا گیا۔بعد کی ریسرچ اور تجربات سے معلوم ہوا کہ پروٹون، الیکٹران سے 1836 گنا زیادہ وزنی ہے۔

مثبت چارج رکھنے والے ذرے پروٹان کی دریافت کے 13 سال بعد 1932ء میں ایک اور سائنسدان پروفیسر Chadwick نے ایٹم کے اندر ایک تیسرا ذرہ ڈھونڈ نکالا جسے نیوٹرون کا نام دیا گیا۔اس ذرے پر مثبت یا منفی کوئی چارج نہیں ہوتا۔

ایٹم کے اندر کی دنیا کیسی ہوتی ہے؟ اس کا نقشہ ایٹم کے اس ماڈل میں دکھایا گیا ہے عین درمیان میں ایٹم کا مرکز ہوتا ہے جہاں پروٹون اور

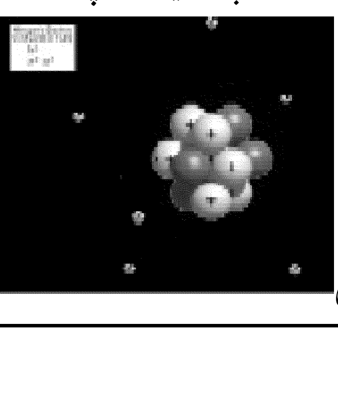

نیوٹرون رہتے ہیں اور ان کے ارد گرد ایک معین حسابی فارمولے کے مطابق الیکٹران گردش کرتے ہیں۔(اس کی تفصیل آئندہ بیان کی جائے گی)

ایٹم کو پھاڑنے کی اہمیت:

اگر دنیا کے کسی بھی سائنسدان سے پوچھا جائے کہ وہ اہم ترین دریافت کون سی ہے جس کے نتیجے میں گزشتہ سو سالوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا میں عظیم انقلاب رونما ہوا تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ ایٹم کا پہلی بار پھاڑا جانا ہی بلاشبہ جدید دور کا اہم ترین سائنسی کارنامہ ہے۔جس کا سہرا بلاشبہ جان تھامسن کے سر جاتا ہے۔چنانچہ اس دریافت پر جان تھامسن کو اس عظیم دریافت پر 1906ء میں فزکس کے نوبل انعام سے نوازا گیا۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ سورۃ یونس کی آیت نمبر 62 اور سورۃ السبا کی آیت نمبر 4 کا قرآن مجید میں تکرار کے ساتھ دو مختلف سورتوں میں بیان ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں کوئی غیر معمولی بات بیان فرما رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ یونس کی آیت ۶۲ میں فرماتا ہے:۔

ترجمہ: اور تُو کبھی کسی کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔اسی طرح (تم اے مومنو!) کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس میں مستغرق ہوتے ہو۔اور تیرے ربّ سے ایک ذرّہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ ہی اس سے کوئی چھوٹی اور نہ کوئی بڑی چیز ہے مگر کھلی کھلی کتاب میں (تحریر) ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ السبا کی آیت ۴ میں فرماتا ہے:۔

جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں کہ ساعت ہم پر نہیں آئے گی۔تُو کہہ دے کیوں نہیں؟ میرے ربّ کی قسم! جو عالم الغیب ہے، وہ ضرور تم پر آئے گی۔اس (یعنی میرے ربّ) سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرّہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، مگر وہ کھلی کھلی کتاب میں ہے۔

اور ان آیات میں مذکور لفظ ’’اصغر‘‘ میں ایٹم سے چھوٹے دیگر ذرّات کی موجودگی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔اور ’’خلاّق العلیم‘‘ خُدا ’’کتاب مبین‘‘ (یعنی رموزِ فطرت اور قوانین قدرت کی کھلی کتاب) میں نے ہی ’’اصغر‘‘ اور ’’اکبر‘‘ ذرات کے راز کو مکنون فرمایا ہے۔

سائنس کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میرے خیال میں رموزِ فطرت اور قوانین قدرت ہی ذرات کی وہ ’’کتاب مبین‘‘ ہے جس کا ذکر ان آیات قرآنی میں کیا گیا ہے۔

عجیب تصرف الٰہی ہے کہ اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے آغاز میں جہاں قرآنی معارف کی ’’کتاب مبین‘‘ اہل دنیا پر آشکار ہونا شروع ہوئی وہاں قوانین قدرت اور رموزِ فطرت کی ’’کتاب مبین‘‘ میں مذکور ذرات کا دفتر اسرار بھی دنیا پر ظاہر ہونے لگا۔ورنہ اس سے پہلے یہ ذرات موجود ہونے کے باوجود دنیا کی نظر سے اوجھل رہے۔

ابھی تو ’’خلاّق العلیم‘‘ خُدا کی طرف سے ذرے میں پنہاں ان بے حد و شمار دفاتر اسرار میں سے چند ابتدائی امور ہی کا ذکر اور وہ بھی بہت اختصار اور اجمال کے ساتھ کیا جا سکا ہے۔کچھ دیگر امور کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

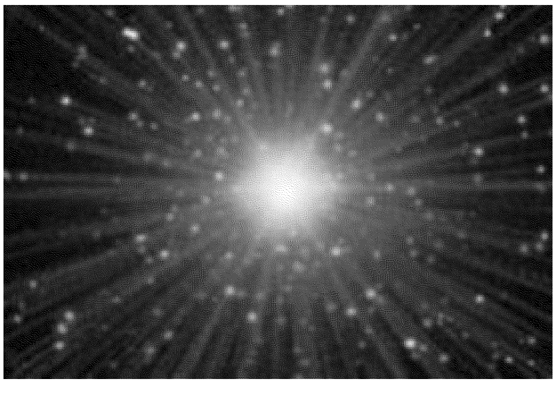

کیا عجب تُو نے ہر اِک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

امریکہ میں خود کار نظام کے تحت چلنے والی کاروں کے بعد بغیر ڈرائیور کی اڑھائی لاکھ ڈالر مالیت کی ۱۲ سیٹر منی بس کا تجربہ سان فرانسسکو میں کر لیا گیا ہے۔اجازت ملنے پر یہ منی بس ۲۰۱۸ء میں سڑکوں پر نظر آئے گی۔

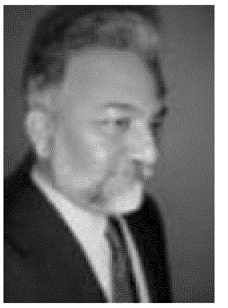

باعث تحریر آنکہ۔۔۔

حالاتِ حاضرہ، حال اور ماضی کی کچھ باتیں

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا

برطانیہ کے موجودہ فارن سیکرٹری مسٹر بورس جانسن (سابق میئر لندن) ایک باصلاحیت، متحرک اور زندہ دل شخصیت ہیں۔ برطانیہ سے باہر بہت کم اردو دان طبقہ ان کے خاندانی پس منظر سے واقف ہے۔ آج کی تحریر میں ان کی شخصیت کے حوالے سے تاریخ کے کچھ اہم صفحات اور پھر ان کے تناظر میں کچھ حالات حاضرہ کا ذکر مقصود ہے۔ چند ماہ پیشتر اپنی ایک تقریر میں جناب بورس جانسن نے مہاجرین کے بارہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ مہاجرین کے لئے ہمدردی محسوس کرتے ہیں اور ان کے لئے ان کے دل میں بھرپور نیک خواہشات ہیں کیونکہ وہ خود بھی ایک ترک مہاجر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

بورس جانسن کے پردادا
علی کمال مرحوم

واضح رہے کہ ان کے پردادا کا نام علی کمال تھا جو سلطنت عثمانیہ کے آخری سلطان وحید الدین سلطان محمد السادس کے دور میں وزیر اعظم محمد عادل فرید پاشا کی حکومت میں وزیر داخلہ تھے۔ آپ ایک مقبول عام شاعر، ادیب، صحافی اور دانشور تھے۔ افسوس کہ 4/نومبر 1922 کو انہیں اغوا کر کے انتہائی سفاکانہ اور وحشیانہ طریقے پہ اذیتیں دے کر شہید کر دیا گیا اور بعدہ نعش کی بھی بیحد بے حرمتی کی گئی۔ ان کی دردناک موت کے بعد ان کی دوسری اہلیہ سوئٹزرلینڈ ہجرت کر گئیں جن کا ایک بیٹا کمال اتاترک کی وفات کے بعد واپس ترکی آ گیا اور حکومت میں شامل ہو کر پہلے ٹرکش انڈر سیکرٹری اور پھر دو مرتبہ برطانیہ میں ترکی کے سفیر کے طور پر تعینات رہا۔ انقلاب کے بعد علی کمال کی بقیہ اولاد نے جو انگلینڈ میں مقیم تھی مصلحتاً اپنے نام کے ساتھ اپنی یورپی نژاد نانی کا خاندانی نام جانسن Johnson لکھنا شروع کر دیا تھا اور ان کے بڑے بیٹے عثمان کمال نے تو اپنا پورا نام بدل کر ولفریڈ Wilfred جانسن رکھ لیا، (بحوالہ وکی پیڈیا)۔ مسٹر بورس جانسن انہی کے پوتے ہیں۔ گویا صحافت، سیاست اور قائدانہ صلاحیتیں اس خاندان میں بطور ورثہ نسل در نسل چلی آ رہی ہیں۔ سابق برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کے مستعفی ہو جانے کے بعد مسٹر بورس جانسن اگر کنزرویٹو پارٹی کی لیڈرشپ قبول کر لیتے تو آج وہ برطانیہ کے پہلے مہاجر ترک نژاد وزیر اعظم بن کر برطانیہ کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر سکتے تھے۔ لیکن کسی مصلحت کی خاطر انہوں نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر کے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ علی کمال مرحوم کی اولاد عالمی میدان سیاست و سیادت میں مزید کیا کیا کمال دکھائے گی لیکن مناسب ہوگا کہ یہاں کچھ باتیں خلافت عثمانیہ کے حوالے سے بھی ہو جائیں جس کا شروع میں ذکر ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جدید ترک انقلاب برپا ہونے کے بعد پہلے تو سلطان کا عہدہ اور لقب ختم کیا اور بعد میں جب سلطان محمد السادس کی معزولی کے بعد ان کے کزن جناب عبدالمجید ثانی نے سلطان نہیں بلکہ صرف خلیفۃ المسلمین کا عہدہ سنبھالا تو کمال اتاترک کی حکومت نے 3 مارچ 1924 کو خلیفہ کا منصب بھی ختم کر دینے اور حرمین کے انتظام و انصرام سے ترکی کی لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ جس پر ساری دنیا بالخصوص برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں میں بیحد اضطراب اور غم وغصہ پیدا کر دیا۔ اس سے قبل ان کے پیشرو ترک عثمانی خلیفہ عبدالحمید دوم

کے زمانہ میں ان کی درخواست اور تحریک پر جمال الدین افغانی کے ''پین اسلامزم'' نے پہلے ہی ہندوستانی مسلمانوں میں ایک غیر حقیقی جذباتیت پیدا کردی تھی جس کی بازگشت اقبال کے شعر ''ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے'' میں دکھائی دیتی ہے۔خلیفہ سلطان عبدالحمید دوم کو ہندوستانی مسلمانوں سے بہت امیدیں تھیں جن کا ایک وفد خلافت عثمانیہ کو بحال کرنے کا مطالبہ کرنے کمال اتاترک سے بھی ملنے گیا تھا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔''علی برادران'' نے ہندوستان میں تحریک خلافت کی بنیاد رکھی لیکن اس تحریک کے بانی مبانی اور دیگر سرکردہ لیڈروں کو یہ بنیادی بات بھول ہی گئی تھی کہ خلیفہ انسان یا حکومتیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ بناتا ہے۔اس پہ مستزاد ہندوستان کی تحریک خلافت ایک مشرک یعنی مہاتما گاندھی جی کے ہاتھوں میں گروی بن کر رہ گئی جنہوں نے مسلمانان ہند کے غم و غصے کو اپنے مقاصد (تحریک موالات، سوراج، سول نافرمانی وغیرہ) کے لئے خوب استعمال کیا۔یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ گاندھی جی نے نہ صرف تحریک خلافت کے بعض جلسوں کی صدارت فرمائی بلکہ آل انڈیا خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس بھی ازخود بلا کر ان کے لئے لائحہ عمل طے کر کے دیتے رہے۔تحریک خلافت کے جلسوں میں سٹیج پر ''مہاتما'' گاندھی جی کے علاوہ ''پنڈت'' موتی لال نہرو، پبن چندر لال، لالہ راجپت رائے، ''پنڈت'' مدن موہن مالوی وغیرہ رونق افروز ہوا کرتے۔ حقائق کے حوالہ جات اور تفصیلات انٹرنیٹ پہ باآسانی دستیاب ہیں۔ غیر مسلم مشرکین کی مدد سے چلائے جانے والی ''تحریک خلافت'' کے نتیجہ میں خلافت نے تو کیا قائم ہونا تھا الٹا مسلمانان ہند نا قابل تلافی نقصان سے دوچار ہوئے جو ایک الگ داستانِ غم ہے۔قارئین خلافت حقہ اسلامیہ کا قیام و استحکام جلسے جلوسوں اور احتجاجی تحریکوں اور ہندوؤں کے مشوروں سے نہیں بلکہ مومنوں کے اعمال صالحہ سے وابستہ ہے۔قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ اپنے قیام کے بعد مسلمانوں کے ہر خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتی ہے۔آج کل بھی خلافت کے ایک ایسے داعی موجود ہیں جو افطار و سحر، نیز نماز جمعہ کے اوقات اور زیارت گاہوں میں خودکش حملے کروا کر معصوم مسلمانوں کے ہی خون کی ہولی کھیل کر فخر یہ اس کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان فرماتے رہتے ہیں۔ان کی نام نہاد ''خلافت'' کے قیام سے اب تک تمام عالم اسلام پہ امن نہیں بلکہ خوف ہی خوف وارد ہوا ہے ۔افسوس صد افسوس کہ اپنے وطن عزیز میں ایسے کئی اور داعیین بھی موجود ہیں جو اسلام دشمنوں کے اس دعویٰ کی حتی الوسع تائید اور تصدیق کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں چھوڑتے کہ (نعوذ باللہ) اسلام امن کا مذہب ہرگز نہیں۔نقلِ کفر کفر نباشد، کچھ عرصہ قبل ایک بھاری بھرکم ''شیخ الحدیث مفتی مولانا'' نے ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے ببانگ دہل کہا کہ ''کون کہتا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے میری ساری عمر **ضَرَبَ، یضرِبُ** (کی گردان) اور **کلمتان خفیفتان علی اللسان**...... وغیرہ یاد کرتے گزر گئی، مجھے تو قرآن کی **الحمدللہ** سے لیکر **والناس** تک کہیں بھی امن کی بات نظر نہیں آئی !''۔

اِنّا للہ و اِنّا الیہِ رَاجِعُون

عدالتوں کے منحوس فیصلے

بوڑھے ڈاکٹر عاصم کی ۳ سال بعد فیصلے کی بجائے ضمانت اور علامہ سعید کاظمی کی باعزت بریت کے بعد کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ پاکستانی عدالتیں صرف ٹوپی ڈرامہ کرتی ہیں؟ بے نظیر نے شاید اسی لیے ان عدالتوں کو کنگرو کورٹس کہا تھا۔حقیقت بھی یہی ہے کہ ان معزز کہلانے والی عدالتوں کے منحوس فیصلے سب سے بڑی دہشت گردی ہیں۔اُن ججوں سے اسلامی روح کے مطابق فیصلوں کی توقع کرنا فضول ہے جو قاتلوں، فوجیوں، مولویوں اور وزیروں کے منہ چومتے ہوں۔

فیصلہ سپریم کورٹ کے ہاتھ میں ہے

تحریر: رانا محمد حسن خاں

کرپشن کرنا ایک ایسا فعل ہے جسے ملک کے ساتھ غداری کرنا سمجھا جاتا ہے۔ یہ کرپشن ہی ہے جو کسی بھی ملک میں فساد عظیم کا باعث بنتی ہے۔ اگر ملک کا سربراہ اور اس کے حواری کرپشن کریں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ پوری قوم کو کرپٹ اور غدار عناصر نے یرغمال بنالیا ہے۔ کسی بھی زندہ قوم کے لیے یا جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ کرپٹ عناصر کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ ان دنوں سپریم کورٹ پاکستان بھی ایسا ہی ایک کرپشن کیس کا فیصلہ سنانے جا رہی ہے۔ اس کیس کا فیصلہ اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ پہلی مرتبہ ایک بڑی مچھلی کے منہ میں پاناما می کا نٹا پھنسا ہے۔ اور حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ یہ فیصلہ دوررس نتائج کا باعث بنے گا۔ ہم جب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی قوم مذہبی درندوں یا عیاش بادشاہوں کی گرفت میں آ کر زندہ درگور ہونے لگتی ہے تو اسے ایک اتاترک چاہیے ہوتا ہے جو مشکل حالات میں مشکل فیصلے کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو۔ کیا پاکستان کے معزز جج صاحبان کو اس بات کا ادراک اور حوصلہ ہے کہ وہ کرپٹ عناصر کو ایسی سزا سنا سکیں جوان کی موت کا پیغام لائے اور قوم کو حیات کی نوید سنائے۔ کرپشن جیسی غداری کی سزا وہی ہونی چاہیے جس نے فرانس کی کایا پلٹ دی تھی۔ فرانس کے حکمران جوڑے نے عیاشی کی انتہا کر دی تھی اور فرانس کے لوگوں کی خون پسینے کی کمائی کو جوار بوں ڈالر تھی آسٹریا منتقل کر دیا تھا۔ انقلاب فرانس کی داستان کچھ یوں ہے۔

نپولین سے پہلے فرانس میں رواج تھا کہ ملکہ برسرعام بچہ جنتی تھی، وضع حمل کے وقت محل کے دروازے کھول دیے جاتے اور عورتیں و مرد اندر ہجوم کر آتے اور بچے کی پیدائش کا نظارہ کرتے، ملکہ میری انتوانت Marie Antoinette نے اسی عالم میں سیکڑوں لوگوں کے سامنے بچے کو جنم دیا تھا۔ خیال یہ تھا کہ کسی کو یہ شک نہ ہو کہ بچہ بادشاہ کا نہیں ہے کسی اور کا لا کر رکھ دیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے Marie Antoinette کو ۱۶ اکتوبر ۱۷۹۳ء کو ۱۲ بج کر ۱۵ منٹ پر کرپشن اور غداری کے جرم میں جس طرح اس نے بچوں کو سرعام جنا تھا، سرعام پھانسی دے دی گئی تھی۔ جرم ثابت ہونے پر پھانسی سے پہلے تین سو سپاہیوں کے سامنے کپڑے بدلوائے گئے، سفید رنگ کا وہ لباس پہننے پر مجبور کیا گیا جسے بیوہ عورتیں پہنتی تھیں، بال کاٹ دیے گئے، اس کے ہاتھ مظبوطی سے کمر پر باندھ دیے گئے، رسی باندھ کر کھینچ کر کھلے چھکڑے پر لا کر بٹھایا گیا ہاں اس چھکڑے میں جس میں Marie Antoinette کے کرپٹ شوہر Louis XVI کو پہلے سے بٹھا دیا گیا تھا۔ ان دونوں کے دائیں بائیں گارڈ بیٹھے تھے اور سامنے پادری بیٹھا تھا جس کی طرف ان دونوں نے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ پھانسی گھاٹ تک کا فاصلہ ایک گھنٹے میں طے ہوا۔ راستے کے دونوں اطراف ۸۰ ہزار سے زائد لوگ شور مچا رہے تھے تیس سے زائد ڈھول بجائے جا رہے تھے اور خوشی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ Marie Antoinette اور Louis XVI کے گلے میں جب پھانسی کے لیے رسی ڈالی گئی تو ان کے سر جھکے ہوئے تھے جنہیں جلاد نے ہاتھ سے پکڑ کر سیدھا کر کے عوام کی طرف کر دیا اور عوام کے پرجوش نعروں کے جواب میں جلاد نے اپنا کام مکمل کر دیا۔

معزز قارئین! قوموں کی زندگی میں ایسے مرحلے بھی آتے ہیں جب ناعاقبت اندیش لیڈروں کے منحوس اور لعنتی فیصلے پوری قوم کے چہرے سیاہ کر دیتے ہیں۔ آج پاکستان بھی ایسے فیصلے کرنے والے ایسے بہادر جانبازوں کی راہ دیکھ رہا ہے جو بے ضمیر اور کرپٹ سیاستدانوں، نام نہاد مذہبی درندوں، بکاؤ منصفوں اور عیاش جنرلوں جیسی گندگی سے پاک کرنے کے ساتھ ساتھ آئین پاکستان کو بھی پاک صاف کر کے پاکستان کو حقیقی طور پر پاکستان یعنی پاک جگہ بنائے۔ سپریم کورٹ کے پاس موقع ہے کہ وہ ایمان داری سے جرآت کے ساتھ ایسے فیصلے کرے جس سے تاریکیوں میں ڈوبی قوم کو کچھ تو دکھائی دے۔ اللہ ہمارے ملک کو سلامت رکھے اور قوم کے ہر فرد کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ اپنے حصے کا کام ایمانداری سے کرنے کی توفیق دے۔ آمین

موازنہ ادیان کا بانی
ابو ریحان البیرونی

کتاب الہند

رشحات قلم: زکریا ورک۔ کینیڈا

البیرونی کی مشہور زمانہ کتاب جس کی وجہ سے اس کو موازنہ ادیان کا بانی کہا جا سکتا ہے وہ تحقیق مع للہند من مقولہ مقبولہ فی العقل او مرذولہ تھی۔ عام طور پر اس کو کتاب الہند کہا جاتا ہے۔ انگلش میں ترجمہ دو جلدوں پر مشتمل ہے جس کے چھ صد صفحات ہیں۔ بعض سکالرز نے اس کو سوشیالوجی کی کتاب کہا ہے جبکہ کولمبیا یونیورسٹی نیویارک کے پروفیسر جارج صلیبا Saliba نے اس کو نسلی جغرافیہ کہا ہے۔ کتاب کے جرمن اور انگلش تراجم ساخاؤ نے کیئے اور ان کو طبع بھی کروایا۔

کتاب تاریخ الہند کا تعارف یوں لگتا ہے جیسے عہد حاضر کے کسی جدید کتاب کا دیباچہ ہے۔ کتاب کے 81، ابواب ہیں۔ مضامین کی گونا گوں فہرست دیکھ کر انسان بے ساختہ کہہ اٹھتا کہ بیرونی نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس نے اپنے مطالعہ کے آؤٹ لائن پیش کی، کن قیاسات پر اس نے اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی، اور کس عمدہ طریق سے علم کو قاری کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"یہ کتاب مناظرہ کی کتاب نہیں ہے۔ (لیس الکتاب، کتاب الحجج والجدال) اس کو لکھنے کا مقصد میرا یہ نہیں تھا کہ ہم فریق مخالف (ہندوؤں) کے وہ اقوال جنہیں ہم غلط سمجھتے ہیں نقل کر کے ان کے رد کے دلائل پیش کریں، بلکہ میری یہ کتاب احوال واقوال کی دستاویز ہے (وانما ھو کتاب حکایات) اس میں ہم ہندوؤں کے اقوال کو من و عن پیش کریں گے اور ساتھ ہی یونانیوں کے ملتے جلتے نظریات وعقائد کو پیش کریں گے تا کہ دونوں کی باہمی مشابہت کا اندازہ ہو جائے۔۔۔ یونانیوں کے علاوہ ہم کہیں کہیں صوفیوں، عیسائیوں کے بعض فرقوں اور بعض دوسرے ادیان کے اقوال بھی نقل کریں گے"۔ (البیرونی، سید حسن برنی، علی گڑھ ۱۹۲۷ء)

ہم آگے چل کر ان کے (ہندوؤں) کے نظریات کو صراحت سے سمجھائیں گے جیسا کہ ہم نے ہندو دھرم کے عالموں سے سمجھا ہے اور اس پر منصفانہ تنقید کریں گے۔ اگر اس میں کوئی نامانوس بات نظر آئے گی یا کوئی ایسی بات ملے گی جو دوسری قوموں کے نظریات سے مطابقت رکھتی ہو تو ہم اسے بھی بیان کر دیں گے۔ اسلیئے نہیں کہ انہیں پڑھ کر قاری ہندوؤں کی مذمت کرے بلکہ صرف اس لئے کہ جو لوگ ان موضوعات کا مطالعہ کرتے ہیں ان کی فہم وفراست کو جلا بخشے"۔ (البیرونی، قائم الدین احمد ص 123)

پروفیسر این میری شمل Shimmel کتاب الہند کے بارے میں لکھتی ہیں: بیرونی کی کتاب الہند کو سب سے پہلی معروضی کتاب کہا جا سکتا ہے جو ہسٹری آف ریلجن پر لکھی گئی۔

Al-Biruni's Book, India, can well be regarded as the first objective book ever written on the history of religion.

بیرونی نے کتاب الہند ابو سہل عبدالمنعم بن نوح طفلسی کی فرمائش پر لکھی تھی کیونکہ مسلمانوں کی ہندوؤں کے متعلق معلومات غلط تراجم اور تصانیف پر مبنی نیز نقائص اور غلطیوں سے مملو تھیں۔ پھر وہ لوگ جو ہندوؤں سے مکالمہ اور تبادلہ خیال کے خواہش مند ہیں وہ بھی معلومات حاصل کر سکیں۔ اس کے نزدیک ہندوؤں سے مکالمہ ضروری تھا کیونکہ ایسے بہت سے موضوعات تھے جو پیچیدہ اور قابل نزاع تھے جن کو مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان مکالمہ ومخاطبہ سے ہی حل کیا جا سکتا تھا۔

کتاب الہند میں بیرونی نے ہندو تہذیب کی کہانی اہل ہند کی زبانی سنائی اور ہندوستان کے تمدن کی تصویر خود ہندو مصور کے قلم سے کھینچی ہے۔ اس نہ صرف ہندو مذہب، علم نحو، فلاسفی، آسمان اور زمین کے متعلق ہندوؤں کے تصورات، ان کے دریاؤں، شہروں کے فاصلے، دنیا کی پیدائش اور فنا ہونے کے بارے میں تصورات پر بحث تاریخوں کے تعین کا فیصلہ، مدوجزر اور آفتاب وماہتاب کے گرہن کے سلسلے میں ہندوؤں کے عقائد، عدالتی

نظام، میراث کے اصول، مقدس اور منحوس اوقات کی نشاندہی، برہمن اور غیر برہمن کے طرز زندگی میں فرق بیان کیا۔ اس کے علاوہ سوسائٹی کا تقابلی مطالعہ پیش کیا بلکہ ہندوستان کے جغرافیہ، اسٹرانومی، اسٹرالوجی، کاسمالوجی، اور متعدد دیگر علوم کا موازنہ بھی پیش کیا تھا۔

اس کی دقیقہ رس نگاہوں سے ہندوؤں کی عادات اور ضعیف الاعتقادی بھی اوجھل نہیں رہی۔ اس نے ثابت کیا کہ اہل ہند اور اہل اسلام بالکل مختلف ہیں۔ کسی چیز میں مشابہ نہیں۔ زبان، مذہب، رسم و رواج، طریق معاشرت وتمدن۔ غیر ضیکہ ہندوؤں کی ہر چیز مسلمانوں سے مختلف ہے۔ سنسکرت عربی کی طرح ادق ہے۔ اکثر الفاظ کے متبادل اور متعدد معنی ہیں۔ مسلمان سنسکرت الفاظ کے تلفظ سے قاصر ہیں۔

بلاشبہ بیرونی نے تحقیق کا جو طریقہ بیان کیا وہ اس پر خود عمل پیرا ہوا۔ کتاب الہند میں اس نے ہندو فلاسفی، زبان، ان کے لٹریچر کی کتابیں، ان کی مقدس کتابوں، اسٹرانومی، اسٹرالوجی، حکایات، توہمات، اوزان سے متعارف کرایا۔ ہندوؤں کی روزانہ زندگی کے سوشل پہلوؤں کو پیش کیا یعنی شادی بیاہ اور ذات پات کا نظام۔ اپنے موضوع پر صحیح طور پر قدرت حاصل کرنے کیلئے اس نے سنسکرت سیکھی، اور ہندوؤں کی چند مقدس کتابوں کے عربی میں تراجم کئے، جو کہ ابھی تک دستیاب ہیں۔ کتاب کی تالیف میں اس نے 24 کتابوں، 14 یونانی مصنفین، اور 40 سنسکرت کتابوں سے استفادہ کیا۔

بیرونی ہمہ گیر سائنسدان، زرخیز دماغ والا اہل قلم، اور سفر کا شوقین تھا۔ اس کو عربی، فارسی، سنسکرت، پنجابی، لاطینی پر عبور حاصل تھا۔ اس نے اقلیدس کی عناصر اور ہیئت پر بطلیموس کی کتاب کا سنسکرت میں ترجمہ کیا۔ پنچا تانترا کا سنسکرت سے عربی میں ترجمہ کیا۔

بیرونی کے ایک سو سال بعد ہونیوالے علامہ شہرستانی (تاج الملۃ والدین) کی کتاب الملل والنحل کا ذکر بھی ضروری ہے جس میں تمام اسلامی فرقوں، مسلکوں، اور سکولز آف فلاسفی کے بیان کے ساتھ دوسرے مذاہب کا ذکر کیا گیا ہے۔ بیرونی اور شہرستانی سے قبل بہت کم سکالرز نے مذاہب اور انٹر کلچرل سٹڈیز پر قلم اٹھایا تھا۔ کچھ نے یہودیت، عیسائیت اور مسلمانوں کے ملحدانہ نظریات والے فرقوں پر اظہار خیال کیا تھا۔

بیرونی کے ہندوستان جانے اور علوم ہند میں کمال پیدا کرنے میں سلطان محمود کا بڑا ہاتھ تھا۔ غزنہ میں قیام کے دوران وہ ہندوستان سے فرار ہوئے عالموں سے تبادلہ خیال کر چکا تھا۔ سلطان محمود ہندوستان پر حملے کی غرض سے جاتے ہوئے درباری سائنسدان کے طور پر بیرونی کو اپنے ہمراہ لے گیا، جس کی وجہ سے بیرونی کو وہاں کے حالات کا عینی مشاہدہ کرنے، پنڈتوں سے بحث ومباحثہ کرنے اور عوام الناس سے میل جول کے بعد اتنا مواد جمع ہو گیا کہ وہ بہ آسانی کتاب لکھ سکتا تھا۔ بہ حیثیت سکالر بیرونی ہندوؤں کی تہدل سے عزت کرتا تھا، اس کو سلطان محمود کے پے در پے حملوں سے حقارت تھی۔ مگر وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ خود سلطان کا یرغمال تھا۔

جرمن مستشرق اور دانشور جس نے کتاب الہند کا جرمن اور انگلش میں ترجمہ کیا تھا یعنی ایڈورڈ ساخاؤ (Sachau (1845-1930 کے بقول سلطان محمود کے نزدیک ہندو ملحد تھے، اگر وہ لوٹ مار کے خلاف مدافعت کریں تو ان کو واصل جہنم کر دیا جائے، جبکہ بیرونی کے نزدیک ہندو اعلیٰ پایہ کے فلاسفر، قابل ریاضی دان، اور منجھے ہوئے ہیئت دان تھے۔

بعض اسکالرز نے سوال اٹھایا ہے آیا بیرونی نے کتاب میں جو کچھ لکھا وہ عینی مشاہدات اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں لوگوں سے میل جول کا نتیجہ تھا؟ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا کہ بطور رائیل اسکالر اس کو کھلی آزادی حاصل نہیں تھی، لیکن اس کو ہندو برہمنوں، فلاسفروں اور پنڈتوں سے مکالمہ وگفت وشنید کرنے کی آزادی تھی جس سے وہ کتاب کیلئے مواد اکٹھا کرتا رہا۔ بعض ایک کا کہنا ہے کہ بیرونی آسانی سے پنجابی زبان بھی بول سکتا تھا اسلئے عوام سے بھی معلومات اکٹھی کرتا رہا۔ پنجاب میں سفروں کے دوران اس کی ملاقات ہندو پنڈتوں سے ہوئی جن سے گفتگو وہ لازماً پنجابی میں کرتا ہوگا۔ اور ہندو علماء بھی ظاہر ہے تھوڑی بہت فارسی جانتے ہوں گے۔

تاریخی شواہد کے مطابق اس نے کشمیر اور پنجاب کی تیرہ سال تک 1017-1030 خوب سیر وسیاحت کی تھی اور مختلف شہروں (پشاور، لاہور، پنڈ دادنخاں، جہلم، ملتان، تھانیسر، سیالکوٹ) میں قیام پذیر رہا۔ جیسا کہ لکھتا ہے: *"میں نے خود قلعہ لاہور کی پیمائش کی تو ۳۴ درجہ ۳ دقیقہ پایا۔ قصبہ کشمیر اور لاہور کے درمیان ۵۶ میل کا فاصلہ ہے آدھا راستہ آسان اور آدھا راستہ دشوار ہے"۔*

(البیرونی، از سید حسن برنی صفحہ 88 علی گڑھ 1927ء)

اگلے شمارہ میں ہندو اور یونانی مذاہب کے متعلق ودیا ساگر (علم کا سمندر) البیرونی کے خیالات مطالعہ فرمائیں۔

حبیب آقا رسول اللہ ﷺ اور بچوں کی تربیت

شگفتہ حسن صاحبہ۔لندن

معزز قارئین! ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ بچوں سے بے حد شفقت فرماتے تھے۔ جہاں آپ بچوں سے محبت فرماتے تھے وہاں ان کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ہی مقدس ارشاد ہے کہ **مثل الذی یتعلم العلم فی صغرہ کا النقش علی الحجر۔** یعنی ''بچپن میں علم سیکھنے والے کی مثال پتھر پر نقش کی طرح ہے۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲،۳ صفحہ ۱۵۳)

ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

ادبو اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اھل بیتہٖ وقرائۃ القرآن فان حملۃ القرآن فی ظل اللّٰہ یوم لا ظل الا ظلہ مع انبیاءہٖ واصفیاءہٖ۔

(الجامع الصغیر للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۸)

''اپنی اولاد کی ایسے رنگ میں تربیت کرو کہ یہ تین خوبیاں بطور عادت وخصلت کے ان میں راسخ ہو جائیں۔ ۱۔ اپنے نبیؐ کی محبت۔ ۲۔ اہل بیت کی محبت۔ ۳۔ قرآن کریم کا پڑھنا۔ کیونکہ قرآن کریم کے حاملین اس روز اللہ تعالیٰ کے انبیاء اصفیاء کے ساتھ اللہ کے سائے کے نیچے ہوں گے جس روز اس کے سائے کے سوا کہیں بھی کوئی سایہ نہیں ہوگا۔''

حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''**خیرکم من تعلم القرآن و علمہ۔**''

یعنی تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔'' (صحیح بخاری۔سنن ابی داؤد۔ابونعیم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"اذا اکل احدکم فلیاکل بیمینہ واذا شرب فلیشرب بیمینہ فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بشمالہ۔"

(مسلم جلد یازدہم کتاب الاشربۃ حدیث نمبر ۳۷۵۰)

''جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور پیئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔''

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ بیان کرتے ہیں مَیں رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھا اور میرا ہاتھ بڑے پیالے میں گھوم رہا تھا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''**یا غلام سمّ اللّٰہ وکل بیمینک وکل مما یلیک۔**''

''اے بچے اللہ کا نام لو اور اپنے دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' (مسلم جلد یازدہم کتاب الاشربۃ حدیث نمبر ۳۷۵۳)

عن ابی سعید الخدری انہ قال نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن اختناث الا سقیۃ ان یشرب من افواھھاو حدثنا ہ عن الزھری بھذا الاسناد مثلہ غیر انہ قال واختناثھا ان یقلب راسھا ثمّ یشرب منہ۔

(مسلم جلد یازدہم کتاب الاشربۃ حدیث نمبر ۳۷۵۶)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مشکیزوں کو منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ ''**اختناثھا** یہ ہے کہ اس کا منہ اُلٹایا جائے اور پھر اس سے پیا جائے۔'' **زجر عن الشرب قائماً۔**

(مسلم جلد یازدہم کتاب الاشربۃ حدیث نمبر ۳۷۵۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت انسؓ کو جب آپؐ بچے تھے ہدایت فرمائی کہ بچے نماز میں اپنی نظر سجدے کی جگہ پر رکھا کرو۔ اور اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرو۔

ایک مسلمان بچہ جس کا نام افلح تھا وہ نماز میں سجدے کی حالت میں پھونکیں مار رہا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا: اے افلح! نماز میں پھونکیں نہ مارا کرو۔ منہ کو مٹی لگتی ہے تو لگنے دو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہؓ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جب وہ ابھی

چھوٹے تھے تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ نمازِ تہجد ادا کرنے کی خاطر اپنی خالہ کی وجہ سے ایک رات آپ کے گھر میں ٹھہر گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور تہجد کے لیے رات کو کھڑے ہوئے تو مَیں بھی وضو کر کے آپؐ کے ساتھ بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ تو حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے سے اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ (مشکوٰۃ)

اس عمل سے آپؐ نے یہ سمجھا دیا کہ جب دو آدمی نماز پڑھیں تو مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہوتا ہے اور یہ کہ تہجد کی نفلی نماز بھی باجماعت پڑھی جا سکتی ہے۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ باجماعت نماز ہو تو آنحضرت ﷺ بچوں کی صف پیچھے بنانے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

ایک لڑکا عمر نامی جس کو حضور ﷺ نے پالا تھا۔ کھانا کھانے کے وقت سالن کے پیالے میں اِدھر اُدھر ہاتھ مارتا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: بچے! اللہ کا نام لے کر شروع کرو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت ابن ابی سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ”بیٹے میرے قریب آجاؤ اور اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ اور پھر ہدایت فرمائی بیٹے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔“ (صحیح بخاری کتاب الطعام)

آنحضرت ﷺ جب کسی کو کوئی چیز دیتے اور کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے اور دیتے۔ (شمائل ترمذی)

جو شخص **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپؐ اُس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اُس کو بسم اللہ پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ (اسوہ رسول اکرم صفحہ ۱۳۱)

حضرت امام حسنؓ جب چھوٹے تھے تو ایک دن کھانا کھاتے وقت آپؐ نے اُن سے فرمایا: **بیمینک وکل ممّا یلیک**۔ کہ دائیں سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

منہاج الطالبین میں لکھا ہے کہ ”حضرت امام حسنؓ کی عمر اس وقت اڑھائی برس کے قریب ہوگی۔ ہمارے ملک میں اگر بچہ سارے کھانے میں ہاتھ ڈالتا اور سارا مُنہ بھر لیتا ہے بلکہ اردگرد بیٹھنے والوں کے کپڑے بھی خراب کرتا ہے تو ماں باپ بیٹھے ہنستے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے یا یونہی معمولی بات کہہ دیتے ہیں جس سے اُن کا مقصد بچہ کو سمجھانا نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانا ہوتا ہے۔ حدیث میں ایک اور واقع بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں امام حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور مُنہ میں ڈال لی تو رسولِ کریم ﷺ نے اُن کے مُنہ سے اُنگلی ڈال کر نکال لی۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ تمہارا کام خود کام کر کے کھانا ہے نہ کہ دوسرے کے لئے بوجھ بننا۔“

(مصباح مئی ۱۹۴۵ء، منہاج الطالبین صفحہ ۵۳،۵۴)

آنحضرت ﷺ نے ایک بچے کو فرمایا:

”اے بچے جب تم گھر میں جاؤ تو پہلے سلام کیا کرو یہ تیرے لیے اور تیرے گھر والوں کے لیے باعثِ برکت ہے۔“

آپ ﷺ کا مقدس ارشاد ہے کہ ”افشو السّلام“ یعنی السلام علیکم کہنے کو رواج دو اور پھیلاؤ۔ (احادیث الاخلاق صفحہ ۸۶،۱۱۸)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”**لا ترسلوا فواشیکم وصبیا نکم اذا غابت الشمس حتی تذھب فحمة العشاء فان الشیاطین تنبعث اذا غابت الشمس حتی تذھب فحمة العشاء**۔“

(مسلم جلد یازدہم کتاب الاشربۃ حدیث نمبر ۳۷۴۳)

جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے جانوروں اور بچوں کو باہر نہ جانے دو یہاں تک کہ شروع رات کی تاریکی جاتی رہے کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو شیطان نکلتے ہیں یہاں تک کہ شروع رات کی تاریکی جاتی رہے۔

آنحضور ﷺ کھانے کے بعد یہ دُعا فرماتے تھے:۔

اللّٰھم زدنا خیر منه۔

یعنی اے اللہ! ہمیں اس سے زیادہ اور بہتر عطا فرما۔

ایک دفعہ ایک بچہ کھجور کے درخت سے کچھ کھجوریں گرانے کے لئے پتھر مار رہا تھا تو لوگ اس کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے تو ہمارے مہربان آقا ﷺ نے فرمایا: اے بچے! جو کھجوریں از خود گر گئی ہوں ان کو بیشک اُٹھا لیا کرو۔ مگر پتھر نہ مارا کرو۔ اور اس

کے ساتھ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دُعا فرمائی۔ (الفضل ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء)

ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے جبکہ وہ ابھی بچے ہی تھے تو صدقہ کی کھجور اپنے منہ میں ڈال لی تو آنحضرت ﷺ نے ان کے منہ میں اُنگلی ڈال کر نکال کر پھینک دی اور فرمایا: تمہیں معلوم ہے ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (صحیح بخاری ابواب الزکوۃ حدیث نمبر ۱۳۹۷)

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ نے والدین کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: ''احسنوا اولاد کم علی البر۔''

(جامع الصغیر ابن سیوطی، ابن ماجہ)

نیکی کے کاموں میں اپنے بچوں کی مدد کیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

"اذا انتعل احدکم فلیبدا بالیمنی و اذا خلع فلیبدا بالشمال ولینعلهما جمیعا او لیخلعهما جمیعا۔''

(مسلم جلد یازدہم کتاب الاشربۃ حدیث نمبر ۳۸۹۹)

جب کوئی تم میں سے جوتا پہنے تو دائیں سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں سے ابتداء کرے اور چاہیے کہ یا دونوں جوتے پہنے یا دونوں ہی اتار دے۔ (ایک جوتی میں نہ چلے)

ماں باپ کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کے لئے خدا کے حضور دُعا کرتے رہیں کہ وہ انہیں نیکی کے رستہ پر قائم رکھے اور دین و دُنیا کی ترقی عطا کرے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ماں باپ کو توفیق دے کہ وہ اپنے بچوں کے دلوں میں شرک وجھوٹ سے نفرت اور والدین سے محبت پیدا کرواسکیں۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم چھوٹے بچوں سے عزت واحترام سے پیش آئیں۔ آمین

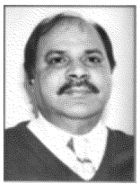

وہ کافر نہیں ہوتا۔ (رانا محمد حسن خاں)

شناختی کارڈ پر بھٹو لکھوانے سے کوئی بھٹو نہیں بن جاتا۔ طلال چوہدری

طلال صاحب نے سیاسی مخالفت کے جوش میں ایک ایسی حقیقت بیان کی ہے جسے مشتہر کرنا ہر حقیقت پسند کا فرض ہے۔ کتنی سچی بات ہے کہ کالے پھول کو اگر سفید کہا جائے، وہ سفید نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ بات ہماری قوم کو سمجھ آ جائے تو وہ دنیا کی عظیم ترین قوم بن جائے۔ پاک کو ناپاک کہنے سے پاک ناپاک نہیں ہوتا۔ مسلمان کو جتنی بار چاہو کافر کہو وہ کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح پاسپورٹ پر مسلمان لکھنے سے یا کافر لکھنے سے کوئی مسلمان یا کافر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح متفقہ طور پر پارلیمنٹ بھی کسی مسلمان کہلانے والے کو کافر قرار دے دے تو بھی مسلمان کہلانے والے کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جھوٹ کسی بھی طریقے سے بولا جائے کبھی سچ نہیں ہوتا۔ حرام کو کسی بھی نام سے پکارا جائے حلال نہیں ہوتا۔ باطل کو کتنے بھی تاویلوں کے ہار پہنا دو وہ حق نہیں ہوسکتا۔ فسادی کا نام چاہے عبدالعزیز رکھ دو یا فضل اللہ وہ فسادی ہی کہلائے گا۔ مذہب کو جتنے مرضی خودساختہ عقیدوں کے زیور پہنا دو، وہ دین نہیں ہوتا۔ دین زندگی بخش جام ہے اور خودساختہ مذاہب زہر کا پیالہ۔ عالم 'مولوی' نہیں ہوسکتا اور 'مولوی' عالم نہیں ہوسکتا چاہے 'مولوی' کو شیخ الاسلام کہا جائے۔ بہت سی اور مثالیں دی سکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلمت کے اندھیرے کسی صورت بھی نور نہیں کہلا سکتے۔

کانچ کی لوح

کرکٹ میچ اور مہنگائی

تحریر: جمشید اعظم چشتی ۔لاہور

یوں تو پاکستان کا ہر شہری بہادر اور دلیر ہے لیکن لاہوریوں کو اس لیے سب پر سبقت حاصل ہے کہ یہ لوگ آسمان پر دشمن کے جہازوں پر جھپٹتے ہوئے اپنے لڑاکا طیاریوں کی پھرتیاں اور فضا میں تڑتڑاتی گولیوں کی بوچھاڑ دیکھنے کے لیے اپنے گھروں سے نکل کر کھلے میدانوں اور گھروں کی چھتوں پر آجاتے ہیں۔ یہ سوچ بغیر کہ اس دیدہ دلیری میں ان کی جان بھی جاسکتی ہے۔

PSL
Pakistan Super League

حکومت وقت نے انتہائی مخدوش حالات میں پی ایس ایل کرکٹ میچ کا فائنل پاکستان کروانے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے لاہور کا انتخاب کیا۔ کیونکہ اگر یہ میچ کسی دوسرے شہر میں ہوتا تو شاید گنتی کی ٹکٹیں فروخت ہوتیں یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ لوگ بندوقوں کے سائے تلے کروائے گئے میچ ہی کا بائیکاٹ کر دیتے۔ یہ زندہ دلانِ لاہور ہی ہیں جو ٹکٹوں پر یوں جھپٹے پڑے جیسے مفت میں مل رہی ہوں اور چھبیس ہزار ٹکٹیں آناً فاناً فروخت ہوگئیں۔ لاہوریئے اتنے جذباتی ہیں کہ وہ لوگ جو ٹکٹ خریدنے سے محروم رہ گئے تھے، آٹھ آٹھ آنسو بہاتے دیکھے گئے۔ اب اس کو بہادری کہیں؟ زندہ دلی کہیں؟ یا بے وقوفی؟ کیونکہ فائنل ہونے سے چند روز قبل مال روڈ اور ڈیفنس دھماکوں نے پورے ملک اور حکومت کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور لاہور میچ ہونے کے بعد بھی ہٹ لسٹ پر ہے۔ جبھی تو چیف آف آرمی اسٹاف نے لاہور بلکہ پورے پنجاب میں بھی رینجرز تعینات کر دی ہے، جس نے سرچ آپریشن پورے زور و شور سے شروع کر رکھا ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں دہشت گردوں کو ہلاک یا گرفتار کر لیا ہے۔ پاکستان اس وقت سیکورٹی رسک کے دہانے پر کھڑا ہے۔ ایک طرف افغانستان سے دہشت گرد پاکستان میں ہندوستان کی آشیر باد سے دہشت گردانہ کاروائیاں کر رہے ہیں۔ دوسری جانب بھارت ہی سی پیک منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لیے بلوچستان میں بھی اپنی منفی کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ ایسے حالات میں پی ایس ایل فائنل لاہور میں کروانے کا فیصلہ اور اسے بخیر وخوبی سرانجام تک پہنچانا واقعی تعریف کے قابل ہے۔ کامیابی سے میچ کروانے پر حکومت مبارکباد کی مستحق ہے اور دہشت گردوں کو پیغام ہے کہ پاکستانی قوم ڈرنے والی نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

اب کچھ ذکر منی بجٹ کا بھی ہو جائے۔ جون ۲۰۱۶ء میں رواں مالی سال کا بجٹ پیش کیا گیا۔ تب سے لے کر اب تک تقریباً تین منی بجٹ آچکے ہیں۔ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ایک بار پھر اضافہ کر دیا گیا ہے اور یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا اثر مہنگائی کے اتار چڑھاؤ میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ لیکن حکومت کی لاجک یہ ہے کہ مہنگائی کا اصل سبب وہ بچے ہیں جو بازار سے سودا سلف خرید کر گھر لاتے ہیں۔ اور بقایا رقم گھر والوں کو نہیں دیتے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ مہنگائی میں اضافہ ہو گیا۔ کیا زبردست وجہ بتائی گئی ہے مہنگائی میں اضافے کی۔ سبحان اللہ۔ ہم تو اتنے بھولے بھالے اور ''احمق'' ہیں کہ ہماری سمجھ میں ہی یہ بات نہیں آئی کہ حقیقت میں مہنگائی نام کی کوئی چیز ہمارے ملک میں ہے ہی نہیں، یہ تو بچوں نے ہمیں اس غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ بہت مہنگائی ہے۔ لاجک سے مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔۔۔ ایک دیہاتی نوجوان

شہر چلا آیا۔ یہاں کسی تعلیمی ادارے میں اسے چپڑاسی کی نوکری مل گئی۔ وہ پروفیسر حضرات کہ باتیں بھی سنتا رہتا تھا اور کچھ سمجھنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ تقریباً پانچ برس کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں گیا۔ اس نے پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا، نکٹائی بھی لگا رکھی تھی۔ سب گاؤں والے اس کے گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ وہ کہاں کہاں گیا تھا؟ کیا کرتا رہا وغیرہ وغیرہ۔ اس نے بتایا کہ میں نے لاجک میں پی ایچ ڈی کی ہے اور میں نے بہت پڑھا ہے۔ گاؤں کا اسکول ماسٹر جو کچھ پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا نے اس سے پوچھا بیٹا! یہ لاجک کیا ہوتی ہے؟ اس نے ماسٹر صاحب سے پوچھا کیا آپ کے گھر میں کتا ہے؟ ماسٹر نے جواب دیا ہاں۔ اس نے کہا اس کا مطلب ہے آپ کے پاس کچھ اور جانور بھی ہوں گے۔ ماسٹر نے کہا ہاں۔ نوجوان بولا: جانوروں کے موجود ہونے کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس کھیتی باڑی کے لیے زمین بھی ہوگی۔ جواب ملا ہاں۔ اس نے کہا کہ ثابت ہوا آپ کے گھر میں خوشحالی ہے اور آپ کی والدہ آپ کے والد کی بہت عزت کرتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ آپ کی والدہ نیک عورت ہے۔ ماسٹر صاحب نے کہا ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ نوجوان نے کہا دیکھیے یہ لاجک ہے۔ کہاں یہ سوال کہ آپ کے گھر میں کتا ہے؟ اور کہاں یہ نتیجہ کہ آپ کی والدہ ایک نیک عورت ہے۔ ماسٹر صاحب نے سر ہلایا اور کہا سمجھ گیا۔ اگلے دن ماسٹر صاحب نے اپنے ایک دیہاتی دوست سے کہا تمہیں پتہ ہے کہ لاجک کیا ہوتی ہے؟ دیہاتی نے کہا نہیں جانتا۔ ماسٹر صاحب نے دیہاتی سے پوچھا کیا تمہارے گھر میں کتا ہے؟ دیہاتی نے کہا نہیں۔۔۔ ماسٹر صاحب نے کہا تمہاری ماں ایک بری عورت ہے۔۔۔

ناموس رسالت ﷺ ریلیاں

یہ تو بالکل صحیح بات ہے کہ ناموس رسالت پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنی چاہیے۔ دنیا میں لاکھوں کتابیں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لکھی گئیں، کیا ان کتابوں نے اسلام کی شان و شوکت کو کم کیا اور کیا رسول اللہ ﷺ کے مقام اور مرتبے میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ کیا دنیا کا کوئی خبیث ایسا ہوسکتا ہے جو ہمارے حبیب آقا رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اور بلند ترین مرتبہ کو گھٹا سکے؟ یہ مسلمان ہی ہیں جو اپنی غیر اسلامی حرکات سے اسلام کو گزند پہنچاتے ہیں۔ آسمان پر تھوکنے سے اپنا ہی منہ گندا ہوتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ روحانی آسمان پر چمکنے والے سب سے زیادہ روشن سورج ہی تو ہیں۔ اگر توہین رسالت کے تحت دائر ہونے والے مقدمات کی طرف نظر کی جائے تو سب سے زیادہ مقدمات پاکستانی مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ ان کے کیس پر شوکت صدیقی بات کیوں نہیں کرتے؟ آج کل پورے پاکستان میں مولوی لوگ ناموس رسالت ریلیاں نکال رہے ہیں کیا رسول خدا ﷺ کی عزت و ناموس ان ریلیوں کی محتاج ہے۔ ایک اور بات بھی قابل غور ہے یہ جو سوشل میڈیا پر خباثت کی جا رہی ہے ان کا ماخذ بھی اسلامی کہلانے والا لٹریچر ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مولانا مودودی کی کتاب تفہیم القرآن پڑھ کر سوشل میڈیا پر یہ لکھ دے کہ قرآن کریم اور انجیل میں کوئی فرق نہیں ہے نعوذ باللہ۔ تو اصل مجرم کون ہوگا؟ مولانا مودودی لکھتے ہیں:۔

جہاں سیرت کا مصنف کہتا ہے کہ مسیح نے یہ فرمایا یا لوگوں کو یہ تعلیم دی، صرف وہی مقامات اصل انجیل کے اجزاء ہیں۔ قرآن انہیں اجزاء کے مجموعے کو ''انجیل'' کہتا ہے، اور انہیں کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ **آج اگر کوئی شخص ان بکھرے ہوئے اجزاء کو مرتب کر کے قرآن سے اِن کا مقابلہ کر کے دیکھے، تو وہ دونوں میں بہت ہی کم فرق پائے گا اور جو تھوڑا بہت فرق محسوس ہوگا، وہ بھی غیر متعصبانہ غور و فکر (تامّل) کے بعد بآسانی حل کیا جا سکے گا۔** (گویا انجیل اور قرآن کی تعلیمات ایک جیسی ہیں۔ یہ وہی عقیدہ ہے جسے یہودی اور عیسائی بیان کرتے ہیں کہ قرآن کی تعلیمات نعوذ باللہ انجیل سے لی گئی ہیں) (تفہیم القرآن از مودودی صفحہ ۵۷ تفسیر ال عمران) بے شمار ایسی چیزیں اسلامی کہلانے والے لٹریچر میں موجود ہیں۔ رشدی ہو یا تسلیمہ نسرین یا کوئی اور وہ اسلامی کہلانے والے لٹریچر ہی سے مواد لیتا ہے۔ اور اس لٹریچر سے مذہبی لائبریریاں اور ویب سائٹس بھری ہوئی ہیں۔ جسٹس شوکت صدیقی صاحب کا دل کچھ کرنے کو کرتا ہے اور ان میں اخلاقی جرآت بھی ہے تو ایک نظر اسلامی لٹریچر کے نام پر موجود رنگ برنگی تفسیریں کو بھی دیکھ لیں۔ اگر ممکن نہیں تو عاصمہ جہانگیر صاحبہ کا کہا مان کر امام مسجد بن جائیں۔

(ہے کوئی مائی کا لال غیرت والا جج یا مولوی جو مندرجہ بالا عبارت پر ایکشن لینے کی ہمت رکھتا ہو؟)

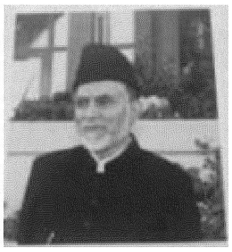

آپ نے کیا جلایا؟

تحریر: مولنا عبدالباسط شاہد

عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب کی خبریں ہر پاکستانی T.V چینل پر آ رہی تھیں۔ جن میں بڑی تفصیل سے ذکر تھا کہ یہ دن بڑے جوش و جذبہ سے منایا جا رہا ہے۔ ہر شہر کی بڑی عمارتوں اور ہر مسجد پر بہت خوبصورت چراغاں کیا گیا ہے۔ کھیر، حلوہ اور کیک بہت بڑے پیمانے پر بنائے گئے اور تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ بہت بڑے بڑے جلسے اور رنگ برنگ جلوس نکل رہے ہیں وغیرہ ان خبروں کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی خبر یہ سننے میں آئی کہ دوالمیال ضلع چکوال میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے جلوس کا راستہ بدل کر جلوس احمدیہ مسجد کی طرف آیا اور پھر میلاد منانے والوں نے ازراہ ظلم احمدیہ مسجد پر قبضہ کر لیا۔ نمازیوں کو مسجد کے اندر محبوس کر دیا گیا بعد میں سارے لٹریچر کو صحن میں پھینک کر لٹریچر اور مسجد کو آگ لگا دی گئی۔ مسجد سے اٹھتے ہوئے آگ کے شعلے اور دھویں کے بادل سوشل میڈیا پر نظر آتے رہے۔

دوالمیال ضلع جہلم کا ایک بہت پرانا قصبہ ہے۔ آجکل غالباً چکوال بن چکا ہے اور یہ قصبہ ضلع چکوال میں آتا ہے۔ یہ فوجی علاقہ ہے ۔ متعدد مشہور فوجی افسروں کا تعلق اس تاریخی قصبہ سے ہے۔ قریباً آدھا گاؤں احمدی ہے۔ جس مسجد کا اوپر ذکر ہوا ہے اسے بنے ہوئے سو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ اس قصبہ کا ہر شہری اور ہر باسی اور باشندہ احمدیوں کی مخالفت میں کچھ بھی کہے لیکن وہ یہ گواہی ضرور دے گا کہ اس نے اس مسجد سے اللہ کی بڑائی (اللہ اکبر) کا اعلان ہوتا ہؤا سنا ہے۔ وہ یہ ضرور بتائے گا کہ اس کلمہ وشہادت اور حضور ﷺ کی رسالت کا ذکر بھی سنا ہے۔ 100 سال سے زیادہ عرصہ سے اس مسجد نے عبادت اور اذان کی تعلیم دی ہے وہ شخص جس نے اس مسجد کو آگ لگائی اس کا ہاتھ آگ لگانے سے پہلے کانپ کانپ نہیں گیا ہوگا کہ اس مسجد کی اینٹ اینٹ اس کے خلاف گواہی دے گی۔

وہ کتابیں جو مسجد کے صحن میں ڈھیر کی گئی تھیں ان میں سے سر فہرست تو قرآن مجید تھا۔ قرآن مجید کے متعلق اعتراض کرنیوالے یہ اعتراض تو غلط طور پر کرتے ہیں کہ ہم نے ترجمہ اور تفسیر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے مگر قرآن مجید کا متن تو وہی ہے جو سب مسلمان مانتے اور پڑھتے ہیں۔ آگ لگانے والے کا دل یہ سوچ کر حلق میں نہ آ گیا ہوگا کہ وہ اللہ کے اس کلام کو آگ دکھانے لگا ہے جس کی تبلیغ اور تعلیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جو اس کے محبوب ﷺ نے دنیا کو بغرض اشاعت و تبلیغ دیا تھا۔ آگ لگانے والے نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھا؟ کلام اللہ کی شان کو ذہن میں رکھا؟ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی یا ان کی نافرمانی اور گستاخی کا ارتکاب کیا؟

احمدیہ لٹریچر میں کیا ہوتا ہے۔ اس کی ہر سطر میں نہیں تو ہر صفحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام یا اسماء حسنیٰ میں سے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت یا نام اذکر ہوگا۔

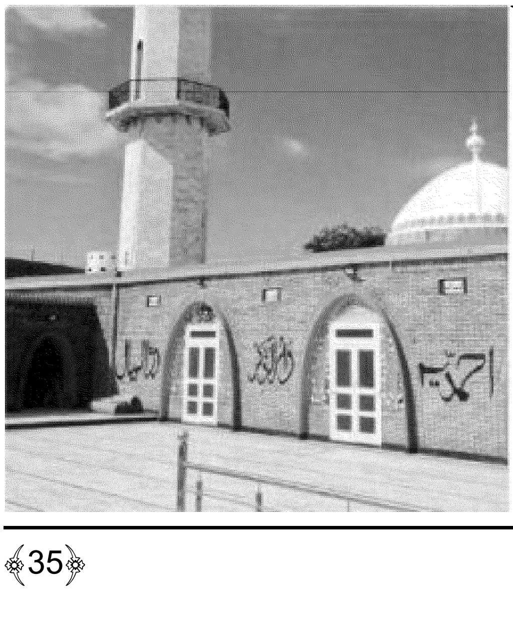

احمدیہ مسجد دارالذکر دوالمیال

قریباً ہر صفحہ پر حضرت محمد ﷺ لکھا ہوگا یعنی حضور کی عظمت ۔حضور کی شان ۔حضور کا مقام ۔حضور کی صداقت وغیرہ کا ذکر ہوگا ۔اس لٹریچر میں حضرت مرزا غلام احمد کا ذکر بھی ضرور ہوگا لیکن یہ ذکر جہاں بھی آئے گا وہاں غلام احمد کے طور پر ہی ہوگا ۔غلام کی جو بھی حالت ہوگی ۔جو بھی مقام ہوگا وہ اس کی غلامی کی وجہ سے اس کی مطاع و آقا حضرت محمد ﷺ کی عظمت وشان کو ظاہر کرے گا۔

محمد (ﷺ) کے کسی عاشق کو ایسی کسی چیز کو آگ لگانے کی جرأت ہوسکتی ہے؟ مسجد سے اٹھنے والے شعلے اور دھواں دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے احمدیوں کے دلوں کی آہیں تھیں جو وہ اس ظلم کی وجہ سے بلند کررہے تھے اور کررہے ہیں کہ ظالموں نے ایسے غیر اسلامی ۔غیر اخلاقی ۔غیر انسانی کام کرنے کے لئے اس عظیم وجود کا نام استعمال کیا جو رحمۃ اللعالمین ۔جس کے رحم ، محبت، اور توجہ سے ہر انسان ہی نہیں کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ جانور اور پرندے بھی باہر نہ تھے ۔جس کی تعلیم یہ تھی کہ ’’دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے‘‘ جس نے ہر منفی انداز فکر کی نفی کرتے ہوئے مثبت انداز فکر میں سوچنا اسلام کا نشان بنا دیا اور ’’السلام علیکم‘‘ اسلام کا امتیاز بنا دیا ۔یہی وجہ ہے کہ احمدیوں نے شروع سے جس عمل کو اپنا لائحہ عمل بنا رکھا ہے وہ یہ ہے کہ

’’گالیاں سُن کے دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو‘‘

نتھ فورس

لاہور میں قومی اتحاد کے جلوسوں میں شامل خواتین سے ’’نمٹنے‘‘ کے لیے پولیس نے ایک خصوصی ’’خواتین فورس‘‘ قائم کی تھی ،جس میں اندرون شہر کے غریب گھروں کی مظبوط اعصاب والی صحت مند سخت گیر اور کرخت رویے والی خواتین شامل تھیں ۔اس فورس کو عوام نے ’’نتھ فورس‘‘ کا نام دیا۔ یہ خواتین ،احتجاجی جلوسوں میں شامل خواتین پر بے دریغ لاٹھی چارج کرتیں اور سر عام ان کے کپڑے پھاڑنے سے بھی گریز نہ کرتیں۔ جلوسوں میں کئی ایک خواتین کو اپنی برہنگی چھپانے کے لیے اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کو سمیٹنے اور پناہ کے لیے بھاگتے ہوئے دیکھا گیا۔ ’’نتھ فورس‘‘ کی ان کاروائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پنجاب یونیورسٹی کے ہوسٹل نمبر دو میں اسلامی جمیعت طلباء کے بعض ارکان نے ایک خصوصی ’’اسٹوڈنٹس سیل‘‘ قائم کیا ،جس کے ارکان موقع ملتے ہی ان لیڈی کانسٹیبلوں کو اغوا کرلیتے اور ہاسٹل کے کمروں میں لے جاکر ’’حساب‘‘ برابر کردیتے۔

(حساس ادارے صفحہ ۱۳۱ از ریٹائرڈ بریگیڈیر ترمذی)

ہومیو پیتھک نُسخہ جات

امراضِ جگر

اگر جگر پتھر کی طرح سخت ہو جائے اور گٹھلیاں سی بن جائیں۔ آرم میٹ (یہ دوا ہرنیا میں بھی مفید ہے) نیٹرم سلف جگر کی بہترین دواؤں میں شمار ہوتی ہے۔

اگر جگر اور دوسری جگہوں پر چربی کے جالے بن جائیں جنہیں Fatty De Generation کہتے ہیں تو فاسفورس نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ (گردوں اور جگر کا جواب دے جانا اور دل پر چربی کا انجماد فاسفورس کی خاص نشانی ہے) Low Density Lipped LDC میں بھی فاسفورس مفید دوا ثابت ہوتی ہے۔

جگر کی خرابی کی وجہ سے گول گول دھبے جسم پر سفید یا ہلکے بھورے رنگ کے بنتے ہوں جنہیں Liver Spots کہتے ہیں کے لیے سیپیا مفید ہے۔

ناک کے اوپر کالے رنگ کی کاٹھی سی بن جانا جیسے پرندے کے دو پَر ہوں جگر کی خرابی کی علامت ہے۔ تو سیپیا اگر دیگر علامتیں ملتی ہوں تو نہایت مفید ہے۔

اگر جگر کی خرابی بڑھتے بڑھتے یرقان پر منتج ہو تو اگر مزاج ہو تو سیپیا نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر جگر کے مقام پر سوئیاں سی چبھیں اور دائیں طرف لیٹنے سے تکلیف بڑھے تو مرکری اور مرکیورس مفید ہیں۔

جگر کے مقام پر درد ہو۔ ملی فولیم۔ جگر میں چربی بڑھنے کے رجحان کو مینگنم روک دیتی ہے۔

جگر کی اکثر بیماریوں میں چیلی ڈونیم مفید ہے۔

جگر کے مقام پر درد، اینٹھن، سارا نظام جواب دے جائے، جلد اور چہرہ زرد ہو اور مریض بہت سردی اور کمزوری محسوس کرے۔ (جگر، تلی اور گردے بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں)　　ملیریا آفیشی نیلس

جگر کے کینسر میں برائی اونیا ۲۰۰ ہفتہ میں دو بار اور سلفر ۳۰ روزانہ دو تین بار نیز کارڈوس میریانس مدر ٹنکچر دس پندرہ قطرے ایک گھونٹ پانی میں روزانہ تین بار لینا مفید ہے۔

اگر جگر کی خرابی کی وجہ سے پیٹ میں پانی بھر جائے۔　　میڈورائینم

جگر میں خرابی ہو اور جگر پر چربی چڑھ جائے۔　　کالی سلف

جگر کی تکلیفوں میں فوراً کالی بائیکروم دینا چاہیے۔

اگر دردِ جگر اور پتے کا درد کندھے کی طرف حرکت کرے اور کندھے میں شدید درد ہو۔ یہ خطرناک علامت جگر اور پتے کے کینسر کی وجہ سے ہو سکتی ہے اس لیے فوراً کالی بائیکروم شروع کروانی چاہیے۔

ہومیو فزیشن محترم رانا محمد حسن صاحب کی کتاب ''**خزینة الشفاء**'' کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے تین سو ستّر صفحات میں تقریباً تمام بیماریوں کا ہومیو پیتھک علاج بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح خواتین کیلئے ایک سو باون صفحات پر مشتمل کتاب '**امراض خواتین**' بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں خواتین کے مخصوص امراض اور اُن کا ہومیو پیتھک علاج تجویز کیا گیا ہے۔ کتب کے حصول کیلئے فون کریں۔

Mob.07792998973　　Tel. 020.36747909

E-mail. peshwltd@gmail.com

میں شدید درد ہو۔ یہ خطرناک علامت جگر اور پتے کے کینسر کی وجہ سے ہو سکتی ہے اس لیے فوراً کالی بائیکروم شروع کروانی چاہیے۔

اگر جگر کو چربی کی بیماری (FattyDegeneration) ہو تو لیک ڈیف نہایت مفید ہے۔ یہ بیماری عموماً شراب کے عادی لوگوں کو ہوتی ہے لیکن زیادہ چربی کھانے والوں کو بھی ہو سکتی ہے۔ اس بیماری میں جگر میں چربی کے جالے بنتے ہیں جو عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔ جگر کے جس حصے میں یہ بیماری ہو وہ عملاً ماؤف ہو جاتا ہے اور جو کیمیائی رطوبتیں وہاں بننی چاہیئں ان کی مقدار کم ہونے لگتی ہے۔

اگر جگر اور تلی پھول کر سخت ہو جائیں اور سارا جسم سوکھ جانے کے بعد بھی بھوک رہے اور آخر کار معدہ کے جواب دے جانے کی وجہ سے اسہال شروع ہو جائیں۔ آیوڈیم

جگر کی ورم اکثر پیٹ، چہرے اور پاؤں پر اثر انداز ہوتی ہو۔ اور ایسی ورم کے لیے ہائیڈراسٹس مفید ثابت ہوتی ہے۔ جگر کی دیگر تکلیفوں میں بھی ہائیڈراسٹس مفید ہے۔

تلی بڑھ گئی ہو۔ سیانوتھس۔ تلی اور جگر بڑھ گئے ہوں تو سلفر ۳۰ روزانہ دو بار اور کلکیر یا کارب ۳۰ دن میں دو بار۔

جگر اور گردے خراب ہوں اور پیٹ میں پانی بھی ہو تو سلفر ۲۰۰ ہفتے میں دو بار اور ساتھ کارڈوس میریانس مدر ٹنکچر اور بربرس مدر ٹنکچر ملا کر پندرہ بیس قطرے ایک گھونٹ پانی میں روزانہ تین بار لینا مفید ہے۔

اگر تلی اور جگر کے مریض کو قبض یا اسہال آتے ہوں۔ سیانوتھس (زیادہ تر اسہال آتے ہیں انھیں اگر مصنوعی طور پر بند کر دیا جائے تو خطرناک صورتِ حال پیدا ہو سکتی ہے)

جگر اور تلی کی خرابی کی وجہ سے پیشاب بار بار اور جھاگ دار آئے، سبزی مائل اور اس میں صفراء اور شوگر دونوں پائے جائیں تو سیانوتھس مفید ہے۔ ملیریا کی وجہ سے تلی Spleen خراب ہو جائے۔ جگر بڑھنے کی وجہ سے پیٹ کے دائیں طرف سختی ہوتی ہے لیکن اگر تلی خراب ہو تو دونوں طرف سختی ہوتی ہے اور تلی کی خرابیوں میں سیانوتھس سے بہتر کوئی دوا نہیں۔

اگر صرف جگر اور تلی اُبھرے ہوئے ہوں مگر باقی سارا پیٹ سکڑ کر کمر کے ساتھ لگ جائے۔ کلکیر یا آرس۔ کارڈوس میریانس جگر کے امراض کے لیے نہایت مفید ہے۔ لمبا عرصہ دینا چاہیے۔

جگر کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہونے والی سوزش اور ورم جس کے ساتھ گرمی کا احساس بھی ہو۔ فلورک ایسڈ (اسہال میں صفراء شامل ہوتا ہے اور پیٹ ہوا سے تن جاتا ہے)

جگر کے مقام پر درد ہو تو کروٹیلس مفید ہے۔

اگر جگر میں دُکھن اور بڑا ہونے کا احساس ہو۔ ڈیجی ٹیلس (اگر جگر کی خرابی دل کی خرابی پر منتج ہو تو پہلے اجابت ہلکے یا مٹیالے رنگ کی ہوتی ہے اور یرقان کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں)

جگر اور تلی بڑھ جائیں۔ چینینم آرس

اگر جگر کی تکلیف دِل کی تکلیف کے ساتھ منسلک ہو، دل کے عضلات کمزور ہو جائیں، جگر جواب دے جائے، دل پھیلنے لگے اور دل کی جھلی میں درد ہوتا ہو۔ نیز پھیپھڑوں میں پانی بھر جائے تو آرم میٹ مفید ہے۔

جگر کی گہری بیماریوں میں برائی او نیا ۲۰۰ دن میں ایک دو بار اور سلفر ۳۰ دن میں دو تین بار روزانہ اور کارڈوس میریانس مدر ٹنکچر چند قطرے پانی میں ملا کر دن میں تین دفعہ دی جائے تو یہ بہترین نُسخہ ہے۔

(مزید راہنمائی کے لیے پیشوا کلینک سے رجوع فرمائیں)

اہم اعلان

پیشوا میں ہومیو پیتھک و دیسی نسخہ جات شائع کرنے کا مقصد خدمت خلق اور قارئین کو علاج بالمثل کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ کسی بھی ہومیو پیتھک نسخہ یا دیسی ٹوٹکے کو استعمال کرنے سے پہلے کسی مستند ہومیو فزیشن یا حکیم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشورہ کے نسخہ استعمال کرنا نقصان کا باعث بھی ہو سکتا ہے جس کا ادارہ پیشوا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(چیف ایڈیٹر۔ رسالہ پیشوا انٹرنیشنل لندن)

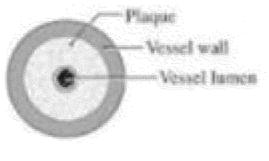

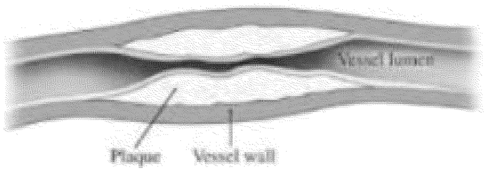

کولیسٹرول کا بڑھنا۔ (ہارٹ اٹیک کی ایک بڑی وجہ)

(شاہدہ اشفاق صاحبہ)

معزز قارئین! یہ یاد رکھیے دنیا میں سب سے زیادہ اموات کولیسٹرول کا لیول بڑھنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ہارٹ اٹیک ہونے کا باعث اکثر کولیسٹرول کی زیادتی ہوتی ہے۔ آپ خود اپنے ہی گھر میں ایسے بہت سے لوگوں کو جانتے ہوں گے جن کا کولیسٹرول اور وزن بڑھا ہوا ہے۔ امریکہ کی بڑی بڑی کمپنیاں دنیا میں دل کے مریضوں کو اربوں ڈالر کی ادویات فروخت کر رہی ہیں۔ اگر کسی کے دل میں تکلیف ہو تو ڈاکٹر یہی کہے گا کہ انجیو پلاسٹی Angioplasty کرواؤ۔ اس آپریشن میں ڈاکٹر دل کی نالی میں ایک سپرنگ ڈالتے ہیں جسے Stent کہا جاتا ہے۔ یہ Stent امریکہ میں بنتا ہے اور اس کا Cost of production صرف تین ڈالر (تقریباً تین سو روپے) ہے۔ اسی Stent کو پاک و ہند میں لا کر تین یا چار لاکھ روپے میں فروخت کیا جاتا ہے اور مریضوں کو لوٹا جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کو اس خرید و فروخت میں کمیشن ملتا ہے اس لیے ڈاکٹر مریضوں سے بار بار کہتے ہیں کہ Angioplasty کرواؤ۔ Angioplasty آپریشن میں ڈاکٹر جو سپرنگ دل کی نالی میں رکھتا ہے وہ بالکل پین کی سپرنگ کی طرح کا ہوتا ہے۔ آپریشن کے کچھ ہی مہینوں کے بعد اس سپرنگ کے دونوں طرف آگے اور پیچھے کولیسٹرول، فاسد مادے اور چکنائی جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجے کے طور پر دوسرا ہارٹ اٹیک ہوتا ہے اور دوبارہ Angioplasty آپریشن کیا جاتا ہے اگر قسمت اچھی ہو تو زندگی میں کئی بار ایسا ہوتا ہے۔

معزز قارئین! آیئے کولیسٹرول بڑھنے سے روکنے کے لیے چند اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشی نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

ادرک: Ginger Juice خون کو پتلا کرتا ہے۔ یہ درد کو قدرتی طریقے سے نوے فیصد تک کم کرتا ہے۔ لہسن: Garlic Juice میں موجود Allicin ایک ایسا قیمتی عنصر ہے جو بڑھے ہوئے کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے اور دل کے بلوکج کھولتا ہے۔ لیموں: Lemon Juice میں موجود وٹامن سی، antioxidants اور potassium خون کو صاف کرتے ہیں اور بیماری کے خلاف مزاحمت immunity بڑھاتے ہیں۔ ایپل سیڈر سرکہ: apple cider vinegar میں نوے قسم کے عناصر پائے جاتے ہیں جو جسم کے سارے اعصاب کو کھولتے ہیں، پیٹ صاف کرتے ہیں اور تھکاوٹ کو مٹاتے ہیں۔

قارئین! ان چاروں چیزوں کو درج ذیل طریقے سے استعمال کریں:

ایک کپ لیموں کا رس لیں، ایک کپ ادرک کا جوس لیں، ایک کپ لہسن کا کپ لیں اور ایک کپ ایپل سیڈر سرکہ لیں۔ ان چاروں کو ملا کر دھیمی آنچ پر گرم کریں جب تین کپ رہ جائے تو اسے ٹھنڈا کر لیں۔ اور اس میں تین کپ شہد ملا لیں۔ روزانہ اس دوا کے تین چمچ بسم اللہ پڑھ کر صبح نہار منہ لیں جس سے سارے کی ساری بلوکج ختم ہو جائے گی۔ یعنی شریانیں کھل جائیں گی۔ انشاءاللہ۔

چونکہ زیادہ تر لوگ دل کے دورے کے وقت اکیلے ہوتے ہیں بغیر کسی کی مدد کے انہیں سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے، وہ بے ہوش ہونے لگتے ہیں اور انکے پاس صرف دس سیکنڈ ہوتے ہیں ایسی حالت میں مبتلا شخص زور زور سے کھانس کر خود کو ہوش میں رکھ سکتا ہے۔ ایک زور سے سانس لینی چاہیے ہر کھانسی سے پہلے اور کھانسی اتنی تیز ہو کہ سینے سے تھوک نکلے۔ جب تک مدد نہ آئے یہ عمل دو سیکنڈ کے وقفے سے دہرایا جائے تا کہ دھڑکن نارمل ہو جائے۔ زور کی سانسیں پھیپھڑوں میں آکسیجن پیدا کرتی ہیں اور زور کی کھانسی کی وجہ سے دل سکڑتا ہے جس سے خون شریانوں میں باقاعدگی سے چلتا ہے۔

آوارگانِ دشتِ خار (قسط 9)

جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماء سُوء جو اُمّت مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتووں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ اب یہ کارِ گناہ اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ٹی وی چینلز پر بھی ہو رہا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا ان نام نہاد مولویوں کا جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تاکہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بددیانتی اور ناانصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد قطعاً کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، صرف اور صرف اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے۔

مُلا، ملٹری الائنس

عرفان احمد اپنے مضمون مُلاّ، ملٹری الائنس میں لکھتے ہیں:۔

''کسی زمانے میں پاکستانی سربراہِ مملکت اپنی نشری تقریر کے اختتام پر نعرہ لگاتا تھا: ''پاکستان زندہ باد'' اب وہی حکمران دبے لفظوں میں کہتا ہے: ''پاکستان سے زندہ بھاگ''

تین ''م'' ایسے ہیں جن کا میرے دل میں بہت احترام ہے میری مراد، محمد ﷺ، مکہ، مدینہ سے ہے اور تین ''م'' ایسے ہیں جن سے میں سخت الرجک ہوں وہ ہیں: ''مُلا، ملٹری اور مہاجر''۔

میری خواہش ہے کہ پاکستان کو ریشم کا ایسا کیڑا نہ بنایا جائے جو اسلامی نظام سے تشکیل پانے والے ریشم کے خول میں قید ہو کر اپنی موت آپ مرجائے۔ اسے سانس لینے کیلئے روشن خیالی اور اعلیٰ جمالیاتی اظہار کے بوہے باریوں کی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان کی شاہراہِ ترقی پر جابجا نظر آنے والے سپیڈ بریکر کا نام ''مُلا'' ہے۔

''جنت وہ محبوبہ ہے جسکی آرزو میں ہم اپنی دھرتی کو جہنم بنا ڈالتے ہیں'' (عرفان احمد)

فی اذان ۱۵ روپے

آئی ایس آئی کے سابق چیف آف اسٹاف ڈائریکٹریٹ بریگیڈیئر سید احمد شہزاد ترمذی کے مطابق بھٹو صاحب کے خلاف چلائی جانے والی قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران مؤذن حضرات کے کرفیو کے دوران اور بعد نماز عشاء اذانیں دینے کے لیے فی اذان ۱۵ روپے دیے جاتے تھے۔ بعض لوگ چار سو اذانوں تک کے پیسے مانگتے دیکھے گئے۔

الاحرار اور داعش

لاہور میں ہونے والے دھماکے کی ذمہ داری الاحرار نامی تنظیم نے قبول کر لی۔ اس دھماکے میں ۱۳ افراد جان سے گئے تھے اور ۸۳ زخمی ہوئے تھے۔ اسی طرح پشاور اور مشہور صوفی بزرگ لال شہباز کے مزار پر ہونے والے دھماکوں میں درجنوں افراد ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوئے تھے۔ اس کی ذمہ داری داعش نے قبول کی ہے۔

ادارہ پیشوا انٹرنیشنل کے منتظمین معصوم قیمتی جانوں کے ضیاع پر پاکستانی قوم کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ مرحومین کے درجات بلند کرے، لواحقین کو صبر دے۔

مشرکین مکہ

مشہور تجزیہ نگار ہارون رشید نے چند برس پہلے کہا تھا:۔

ایک عشرہ ہوتا ہے، نواح لاہور میں ایک دینی جماعت کے اجتماع میں شرکت کا موقع ملا۔صوفی عائش محمد ایسا اجلا آدمی خطیبوں میں شامل تھا۔اتنے میں جنرل حمید گل بھی تشریف لے آئے تب ایک خطیب کو میں نے دھاڑتے سُنا کہ پاکستان کے مسلمان ''مشرکین مکہ'' سے بدتر ہیں۔خاموشی کے ساتھ میں اُٹھا اور لاہور روانہ ہوگیا۔ (جنگ لندن ۱۶جون ۲۰۱۰ء)

تین مولانا

مولانا طارق جمیل جن کی وجہ شہرت مسلمان اداکاراؤں کو اچھا مسلمان بنانا ہے پر فوجی جوانوں کو تبلیغ کرنے پر مسلح افواج نے پابندی لگا رکھی ہے۔کسی بھی فوجی تقریب میں انہیں بطور مہمان یا مقرر بلانے پر پابندی ہے۔

گزشتہ ماہ ڈپٹی چیئر مین سینیٹ مولانا عبدالغفور حیدری کو امریکہ نے ویزانہ دے کران کی بے عزتی کردی تھی۔جس پر رضا ربانی نے امریکہ سے اس گستاخی کی وضاحت مانگی تھی مگر امریکا نے اس مطالبے کا جواب نہ دے کر مولانا کے ساتھ ساتھ سینیٹ جیسے معزز ادارے کی عزت بھی خاک میں ملادی تھی۔صد حیف

ایک اور مولانا جن کا تعلق جمیعت علماء اسلام ف گروپ سے تھا نے اس گروپ سے ناصرف خلع لیا ہے بلکہ پی ٹی آئی سے رشتہ بھی استوار کرلیا ہے۔ان کا نامِ گرامی مولانا عصمت اللہ ہے۔

جمعہ کی چھٹی

مولانا سراج الحق نے جامع مسجد منصورہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''سود کے حق میں اپیل اور جمعہ کی چھٹی کا خاتمہ موجودہ حکمرانوں کے دو ایسے فیصلے ہیں جو دنیا و آخرت میں سراسر خسارے کا سودا ہے۔۔۔۔۔جس دن سے جمعہ کی چھٹی ختم ہوئی بے برکتی اور نحوست نے ملک کو گھیرے میں لے لیا اور ملکی معیشت کی کشتی مسلسل ڈوبتی جارہی ہے۔''

بھٹو کی حکومت سے پہلے پاکستان میں ہفتہ اور اتوار کی چھٹی ہوتی تھی۔بھٹو صاحب نے اسے تبدیل کر کے چھٹی کا دن جمعہ مقرر کر دیا۔اب ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ کیا بھٹو سے پہلے بے برکتی اور نحوست زیادہ تھی یا بھٹو اور ضیاء الحق کا تاریک دور زیادہ بے برکت اور منحوس تھا۔ہاں یہ حقیقت ہے کہ نواز شریف کا جمعہ کی چھٹی ختم کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ پاکستان کے لیے اتوار کی چھٹی کو باعث برکت سمجھتے ہیں۔نواز شریف صاحب نے سوچا ہوگا کہ مغرب کی خوشحالی کا راز شاید اتوار کی چھٹی میں ہے۔جن اسلامی ممالک میں جمعہ کی چھٹی ہوتی ہے ان کی حالت زار بھی یقیناً ان سے پوشیدہ نہیں ہو گی۔مولانا سراج الحق صاحب اپنی سوچ کے بادشاہ ہیں۔ان کی سوچ کے مطابق پاکستان کے مسائل یعنی منحوسیت کا حل سود سے لاتعلق ہونا اور جمعہ کی چھٹی ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کو اعلان لاہور کے موقع پر جو ڈنڈے پڑے تھے دوبارہ نہ پڑیں، سراج الحق صاحب کے پاس ایک ہی تو کام ہے کرنے کا اور وہ ہے احتجاج کرنے کا۔احتجاج پر ہمیں تکلیف نہیں اگر کسی بوڑھے،، بچے یا جوان کو جوتوں ڈنڈوں سے مارا جائے تو دکھ ہوتا ہے۔یہ لوگ مار کھاتے ہیں اور امیر جماعت اسلامی نواز شریف کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو اعزاز سمجھتے ہیں۔

حامد سعید کاظمی کی رہائی

جیو کے ایک میزبان کامران خان نے ۲۰۱۰ء میں کہا تھا:۔

''حاجیوں نے حکومت کو دل کھول کر بددُعائیں دیں۔کہیں رہائش کا انتظام نہیں تو کہیں ٹرانسپورٹ کا انتظام نہیں۔پانی ہے تو بجلی نہیں، بجلی ہے تو پانی نہیں۔ہزاروں حاجی آہ و بکا کرتے رہے۔ایک حاجی کی بنائی ہوئی ویڈیو فلم سے یہ بات واضح طور پر نظر آئی کہ منیٰ میں حاجیوں کے لیے جو رہائشیں حاصل کی گئی تھیں۔وہاں

ہر طرف بربادی ہی بربادی ہے۔ سرکاری خرچ پر حج کرنے والے ۲۵ ہزار حاجیوں کے پاس رہنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی، منیٰ میں وہ کھلے آسمان تلے پڑے تھے۔ کامران خان نے کہا، ہزاروں حاجیوں نے کئی کئی گھنٹے پیدل سفر کیا۔ ایک ضعیف حاجی جو اپنی اہلیہ کے ساتھ خُدا کے دربار میں آئے تھے، ہانپتے ہوئے بتایا کہ انہیں پیدل چلتے چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں لیکن ہمارا یہاں کوئی وارث نہیں، باتھ روم میں پانی تک نہیں۔ اس صورت حال کی ذمہ داری وفاقی وزیر مذہبی امور علامہ حامد سعید کاظمی پر عائد ہوتی ہے۔ لوگوں نے سڑکوں پر نمازیں ادا کیں، وہیں راتیں گزاریں، حکومت کے خلاف شدید نعرے لگائے اور احرام کی حالت میں بددُعائیں کیں۔ اس حکومت کو اتنی بددُعائیں ملی ہیں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا گیا۔ ایک نوجوان نے کہا کہ اگرچہ خودکشی حرام ہے لیکن اپنی ماں اور بہن کو روتے دیکھ کر دِل کر رہا ہے کہ میں خودکشی کرلوں۔''

حنیف عباسی نے کہا تھا کہ ''سعودی سفیر نے علامہ حامد سعید کاظمی کو کرپشن کا بالکل ٹھیک ذمہ دار قرار دیا ہے۔ فی حاجی تین ہزار سعودی ریال واپس کیے جائیں۔ حج جیسے مقدّس فریضے پر کرپشن کا جو کھیل کھیلا گیا وہ قابل معافی نہیں۔'' (جنگ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

سپریم کورٹ میں وزیر مذہبی امور علامہ حامد سیّد کاظمی نے بیان دیا تھا کہ حج انتظامات میں کرپشن ہوئی ہے مگر گذرے سالوں سے کم ہوئی ہے۔ چیف جسٹس چوہدری محمد افتخار نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا ''تم کرپشن کرتے کرتے تھک جاؤ گے لیکن عدالتیں نوٹس لیتے لیتے نہیں تھکیں گی۔ آپ (علامہ حامد سیّد کاظمی) نے تو حج کو بھی نہیں چھوڑا۔'' جسٹس جاوید اقبال نے وزیر مذہبی امور سے کہا ''آپ خود کہتے ہو کہ کرپشن ہوئی ہے کیا آپ کو وزیر رہنا چاہیے؟'' عدالت نے ۷ سو ریال فی کس، حاجیوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ چیف جسٹس نے کہا ''کیا حکومت کو ایماندار آدمی نہیں ملتے، صرف عدنان خواجہ اور آپ جیسے لوگوں کو کیوں لگایا گیا؟ عدالت نے پوچھا ایک لاکھ ۶۰ ہزار حجاج جھوٹ بول رہے ہیں؟ منیٰ میں لوگ جا کر اپنی مغفرت کی دُعائیں مانگتے ہیں لیکن پاکستانی حاجی وہاں آپکو بددُعائیں دے رہے تھے۔'' جسٹس جاوید اقبال نے کہا ''یہ حج تاریخ کی سب سے بڑی ڈکیتی اور وفاقی وزیر مذہبی امور کی نااہلی ہے۔'' (جنگ ۷ دسمبر ۲۰۱۰ء)

چیف جسٹس چوہدری افتخار کی طرف سے لیے گئے سوموٹو ایکشن کے بعد خصوصی عدالت نے علامہ حامد سیّد کاظمی کو چودہ سال قید اور چودہ کروڑ سے زائد کا جرمانہ کیا تھا۔ اور اب چھ برس بعد ایک دوسری عدالت نے حج کرپشن کے مجرموں کو باعزت بری کر دیا۔ اب معاملہ یہ ہے کہ اگر یہ لوگ مجرم نہیں تھے تو انہیں سزا کیوں دی گئی؟ اس فیصلے کے بعد اصل مجرم کون ہیں کون بتائے گا؟ کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ پاکستانی عدالتیں صرف ٹوپی ڈرامہ کرتی ہیں؟ بےنظیر نے شاید اسی لیے ان عدالتوں کو کنگرو کورٹس کہا تھا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ان معزز کہلانے والی عدالتوں کے منحوس فیصلے سب سے بڑی دہشت گردی ہیں۔

علماءِ سُو کون؟

علیم خان فلکی اپنی کتاب میری باتوں پہ ہنستی ہے دنیا میں لکھتے ہیں:۔
سوال: علماءِ حق کن کو کہا جاتا ہے؟ جواب: ''یعنی وہ علماء جن کا تعلق آپ کی جماعت یا مسلک سے ہو یا وہ علماء جو آپ کی جماعت، سلسلے یا عقیدے کی تائید نہیں تو مخالفت بھی نہیں کرتے۔ باقی جتنے ہیں علماء سو کہلاتے ہیں۔''

ہتھکڑی اور جیل

ایک وقت وہ تھا کہ ہم قادیانیوں کو کافر کہتے تھے تو اگلے دن جیل یا ہتھکڑی ہمارا مقدر تھیں۔ اور آج حالات یہ ہیں کہ اگر قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں تو ہتھکڑی اور جیل اُن کا مقدر رہیں۔

(خطبات حق نواز جھنگوی درد دل صفحہ ۹۸)

کھجور کے فوائد

(تحریر: عبدالحق شاکر)

کھجور ایسا بابرکت، لذیز اور شیریں پھل ہے جو کثیر الغذا، مولد خون، مقوہ باہ، مولد منی، مسمن بدن اور مقوی اعصاب ہے۔ جس کا قرآن کریم میں بیس سے زائد بار ذکر آیا۔ جب کہ یہ انبیاء اور صالحین کی پسندیدہ غذا رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے کھجور کے پھل کو بے حد پسند فرمایا۔ آپ ﷺ اس سے روزہ افطار کرنے کو بھی پسند فرماتے۔ اسے اردو میں کھجور، پنجابی میں کھجّی، عربی میں نخل کہتے ہیں۔ محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں کھجور کی کاشت شروع ہوئی۔ سندھ میں خیر پور، سکھر، گھوٹکی کے علاقوں، پنجاب میں ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان، بہارلپور، جھنگ سمیت دیگر شہروں، جب کہ بلوچستان میں مکران، قلات و دیگر شہروں میں بے حد عمدہ اقسام کی کھجور کاشت کی جاتی ہے۔ دنیا میں کھجور کی کاشت سعودی عرب، ایران، مصر، عراق، اسپین، اٹلی، چین، لبنان، روش و دیگر ممالک میں کی جاتی ہے۔ تازہ پکا ہوا پھل کھجور کہلاتا ہے اور خشک ہو جائے تو چھوہارا کہتے ہیں جو کہ مزاجاً گرم اور خشک ہوتا ہے۔ دونوں کی افادیت ایک جیسی ہے۔ یہ دوا اور غذا کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اسلامی ممالک کے ساتھ امریکا اور یورپ میں بھی یکساں مقبول ہے۔ پاکستان سمیت دنیا میں ۹۰ سے زائد کھجوروں کی اقسام ہیں، جن میں عجوہ، عابل، امیرچ، برنی، عنبر، شبلی، عابد، رحیم، بارکولی، اعلوہ، امرفی، وحشی، فاطمی، حلاوی، حلیمہ، حاپانی نخل، ابلح، بسر، طلع، رطب، ثمر، حجار، صفا، صحافی، خفریہ، حبل، الدعون، طعون، زہری، خوردوی، شاعران، امیلی، ڈوکا، بیریر، ڈیری، ایمپریس، خستوی، مناکبر، مشرق، ساجائی، سیری، سیکری، سیلاج، نماج، تھوری، ام النغب، زاہد، ڈنگ وغیرہ زیادہ مقبول عام ہیں اور پسند کی جاتی ہیں۔

رمضان المبارک میں مسلمان مذہبی ذوق وشوق سے افطار کھجور کے ساتھ کرتے ہیں، جس سے انہیں ثواب اور غذا و توانائی حاصل ہوتی ہے۔ کھجور کے درخت کو دیگر مذاہب میں بھی اہمیت حاصل ہے۔ ہندو اسے پوجا کے طور پر استعمال کرتے تھے، عیسائیوں میں Sunday Palim تہوار بھی منایا جاتا ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ اس کا ذکر کثرت سے توریت اور انجیل میں بھی آیا ہے۔ کھجور کے پتوں سے جائے نماز، چٹائیاں، ٹوکریاں، دستی پنکھے، روٹی و دیگر سامان رکھنے کے لیے چھابے (برتن) اور گھریلو خوب صورتی کے لیےنمائشی اشیاء تیار کی جاتی ہیں، جب کہ کھجور کا گوند آنتوں، گردہ اور پیشاب کی نالیوں کی سوزش کے لیے فائدہ مند ہے۔

کھجور منہ کی بدبو دور کرتی ہے۔

کھجور کی غذائیت اس کے ہر ۱۰۰ گرام حصے میں اس طرح ہوتی ہے:

نمی (پانی) 15.3%، پروٹین 2.0%، روغن 0.4%، ریشہ 3.9%، نشاستہ نشاستہ 75.8%، کلوریز 317%۔

نمکیات اور وٹامن: نمکیات 2.1%، کیلشیم 120 ملی لیٹر، فاسفورس 50%، فولاد 7.3%، وٹامن سی 3%، وٹامن بی 0.5%۔

کھجور ایک بہترین غذا ہے جو کاربوہائیڈریٹس، معدنی نمکیات، وٹامنز اور غذائی ریشہ کا اچھا ذریعہ ہے۔ کیلشیم، میگنیشیم، پوٹاشیم اور غذائی ریشہ کی موجودگی کے باعث دل کے مریضوں کے لیے بہت مفید ہے۔ کھجور میں چکنائی نہ ہونے کے برابر ہے، جب کہ کولیسٹرول بھی نہیں ہے۔

بلغمی کھانسی کے لیے: بلغمی کھانسی کے لیے چھوہارے 2 عدد، ادرک 1 گرام لے کر انہیں باریک کتر کر ایک پان کے پتے میں رکھ کر چبائیں۔

دودھ کے اضافے کے لیے: نوزائیدہ بچوں کی مائیں اکثر اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلا سکتیں کیوں کہ وہ بہت کم آتا ہے۔ ایسی مائیں دودھ کے ساتھ کھجور استعمال کریں، کیونکہ کھجور دودھ پیدا کرنے والے خلیوں کی پرورش کر کے انہیں فعال بناتی ہے۔

دمہ میں مفید: کھجور 50 گرام بغیر گٹھلی، نمک لاہور 3 گرام، سہاگہ بریاں ڈیڑھ گرام، سونٹھ 5 گرام، فلفل دراز 5 گرام، شہد 50 ملی لیٹر۔ دوا کو مرکب کریں۔ صبح و شام ایک چمچ نیم گرم پانی سے استعمال کریں۔

ضعفِ قلب: یہ دل کی کمزوریوں اور بیماریوں کے لیے اکسیر مانی جاتی ہے۔ رات کے وقت 5 عدد کھجوریں پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح نہار منہ اس پانی میں کھجوروں کو مسل کر استعمال کریں تو یہ دل کی تقویت کے لیے مؤثر ٹانک ہے۔

کمی خون کے لیے: جسم میں خون کی کمی کو دور کرتی ہے۔ 5 عدد کھجور یا چھوہارے لے کر آدھا کلو دودھ میں ڈال کر خوب پکائیں، جب یہ نرم ہو جائیں تو انہیں دودھ سے نکال لیں اور اس میں شہد ایک چمچہ ملا کر پیئیں۔

قبض: یہ قبض کشا ہوتی ہے۔ ملین کے لیے 7 کھجوریں رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح ان کو شیک کر کے شربت بنا لیں۔ یہ آنتوں کو متحرک کر کے اجابت کو آسان بناتا ہے۔

کمزور جسم کے لیے (فربہ بدنی): بچے یا بڑے کمزور اور دبلے پتلے افراد کے لیے اکسیر ہے۔ اس کے استعمال سے بدن فربہ ہو جاتا ہے۔ کھجور، مغز اخروٹ، مغز بادام، تل سفید، ناریل برابر وزن اور سونٹھ حسب ضرورت لے کر گول لڈو بنائیں۔ صبح نہار منہ اور شام کو دودھ کے ساتھ لیں۔ مسلسل تین ماہ استعمال کریں۔

کھجور پیچش سمیت پیٹ کی تمام بیماریوں کے علاوہ امراض لقوہ، فالج میں بے حد مفید ہے۔ اس کی گٹھلی کے سفوف کا استعمال اسہال اور بواسیر میں عام ہی، جب کہ اس کے درخت کا اندرونی گودا سوزاک کے مرض کا خاتمہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مرنے کے بعد

کینیڈین ڈاکٹروں کے مطابق مختلف تجربوں کے بعد ثابت ہوا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کا دماغ دس منٹ سے زیادہ دیر تک کام کرتا رہتا ہے، اس عرصے میں دماغ بالکل اس حالت میں ہوتا ہے جیسے وہ گہری نیند کی حالت میں ہو۔

مچھلی کی آنکھ

نئی تحقیق میں سائنسدانوں کو زیبرا مچھلی کے دماغ سے ایسا کیمیکل ملا ہے، جو مچھلی کی آنکھ کے رٹینیا میں ہوتا ہے۔ یہ کیمیکل انسانی آنکھ کے رٹینیا کی دوبارہ نمو میں مدد دے سکتا ہے۔ محققین کے مطابق عمر بڑھنے کے ساتھ یا کسی اور وجہ سے رٹینیا کو پہنچنے والے نقصان کو مچھلی کا رٹینیا ٹھیک کرسکتا ہے۔

فرعون مصر رمسیس ثانی

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے نواحی علاقے سے فرعون مصر رمسیس ثانی (دورِ حکومت ۱۲۱۳ء قبل مسیح تا ۱۲۷۹ء) کا آٹھ میٹر بلند مجسمہ ملا ہے۔ قدیم مصری شہر اون یا ہیلی پوس میں رمسیس ثانی کے ٹیمپل کے قریب سے پانی کی لائن کے لیے کھدائی کے دوران ملا ہے۔

فرانس میں رواج تھا

نپولین سے پہلے فرانس میں رواج تھا کہ ملکہ بر سر عام بچہ جنتی تھی، وضع حمل کے وقت محل کے دروازے کھول دیے جاتے اور عورتیں و مرد اندر ہجوم کر آتے اور بچے کی پیدائش کا نظارہ کرتے، ملکہ میری انتوانت Marie Antoinette نے اسی عالم میں سیکڑوں لوگوں کے سامنے بچے کو جنم دیا تھا۔ خیال یہ تھا کہ کسی کو یہ شک نہ ہو کہ بچہ بادشاہ کا نہیں ہے کسی اور کا لا کر رکھ دیا ہے۔

کتوں یا بلیوں کا منہ چڑانا

امریکی ریاست اوکلوہاما میں یہ قانون موجود ہے کہ اگر کسی انسان نے کتوں یا بلیوں کا منہ چڑایا یا انہیں دیکھ کر نازیبا حرکات کا مرتکب ہو تو اسے پولس گرفتار کرسکتی ہے۔ کتوں اور بلیوں کے ساتھ مہذب انداز سے پیش آنا ضروری ہے۔

خطرناک جراثیم

ایک تحقیق کے مطابق لوگوں کے استعمال میں رہنے والے موبائل فون پر خطرناک جراثیم پائے جانے کا انکشاف ہوا ہے ایک عام موبائل سیٹ میں کسی بھی بیت الخلاء کے نل کے مقابلہ میں ۱۸ گنا زائد خطرناک جراثیم پائے جاتے ہیں۔ کمپیوٹر کا کی بورڈ بھی ایسے ہی خطرناک جراثیم کا مسکن ہوتا ہے۔ ان جراثیموں کی اکثریت معدے میں جا کر پیٹ کی خطرناک بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

اولادِ نرینہ سے محروم عورتیں

ہمارے معاشرے میں اُس عورت کو بد بخت اور منحوس سمجھتے ہیں جو اولادِ نرینہ سے محروم ہو۔ چنانچہ عورتیں حصول اولاد کے لیے ولیوں کے مزاروں منّتیں مانتی رہتی ہیں۔ ہندوستان کی مسلمان عورتیں شیخ سدّو یا میراں صدرالدین کے مزار واقع امروہہ میں بیٹھک دیتی ہیں جس پر انہیں حال آ جاتا ہے اور وہ بے ساختہ ہاتھ پاؤں چلانے لگتی ہیں۔ عورتیں اس مقصد کے لیے بزرگوں کے مزاروں پر اُگے درختوں کی ٹہنیوں سے رنگ برنگ کی دھجیاں اور تاگے باندھتی ہیں جنہیں لنگڑی پیر کہتے ہیں۔ ہندو مسلمان عورتیں شیخ سلیم چشتی کے مزار واقع فتح پور پر حصول اولاد کے لیے منّتیں مانتی ہیں کہ جس طرح شیخ کی دعا سے جلال الدین اکبر کے گھر سلیم پیدا

ہوا تھا اسی طرح ان کے روحانی تصرف سے ہماری کوکھ بھی ہری ہو جائے۔ نجد میں بانجھ عورتیں ضرار بن ازدر کی قبر پر اگے ہوئے درخت سے ہمکنار ہوا کرتی تھیں۔ اس درخت کو محمد بن عبدالوہاب نے کٹوا دیا تھا۔ بلوچی عورتیں اولاد کی خاطر شاہ وساوا کے مزار پر اُگے ہوئے درخت سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ بلوچستان میں بانجھ عورت کو ایک چھڑے کے نیچے سے گزارتی ہیں جو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا ہو۔ بعض علاقوں میں میں عورتیں کسی ولی کی قبر پر تنے ہوئے شامیانے کی چوبوں سے فیتے لٹکاتی ہیں۔ اور اولاد کے لیے مَنت مانتی ہیں۔ حصولِ اولاد کے لیے بعض عورتیں پیرزادوں کے پاس بھی جاتی ہیں۔ بعض پیر تھانہ رپورٹوں کے مطابق عورتوں بھگا لے جاتے ہیں اور بعض ان پیروں سے حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔ ہندو عورتیں اولاد کی خاطر کاشی جاتی ہیں جہاں بسا اوقات وہ مکار مَہنتوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں۔ مہنت عورت کو مندر ہی میں شب باش ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر اگلی صبح گزشتہ شب کی تاریکی میں ہونے والا واقع کہہ سنائے تو مہنت گھمبیر لہجے میں کہتا ہے ''دھنیواد'' تم کتنی بھاگوان ہو، رات کو خود بھگوان چل کر تمہارے پاس آئے تھے۔

ساحرؔ لدھیانوی نے کہہ رکھا ہے

گزشتہ جنگ میں گھر ہی جلے مگر اس بار
عجب نہیں کہ یہ تنہائیاں بھی جل جائیں
گزشتہ جنگ میں پیکر جلے مگر اس بار
عجب نہیں کہ یہ پرچھائیاں بھی جل جائیں

عمدہ پوشاک

خلیل جبران نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

''وہ گروہ جو اخلاقِ حسنہ کو اس طرح استعمال کرتا ہے جس طرح ایک عمدہ پوشاک، اس گروہ کے سب لوگ اگر ننگے ہی رہیں تو بہتر ہے، تا کہ ہوا اور سورج ان کی کھال میں سوراخ کر دیں۔''

(النبی۔ از خلیل جبران)

بلوغت کی رسمیں

نرن ناشی وحشی قبیلے میں لڑکے کی بلوغت کی رسم اس کی داڑھی کے پہلے بال نوچ کر ادا کی جاتی ہے۔ اگر لڑکا درد کا اظہار کرے تو اسے بالغ قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ مشرقی افریقہ کے قبائل میں نو بالغ کے سامنے کے دو دانت توڑ دیے جاتے ہیں۔ اگر وہ درد کا اظہار نہ کرے تو اسے بالغ سمجھ کر اسے قبیلے کی ذمہ داریاں سونپ دی جاتی ہیں۔ پنجاب کے دیہی علاقہ پھالیہ کی تحصیل میں جب تک کوئی نوجوان چوری نہیں کر لیتا اُسے پگڑا باندھنے کی اجازت نہیں ملتی۔ ہندو مذہب میں ایک تقریب میں نوجوان کو منتر سکھا کر پنڈت جوان ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ نابالغ یعنی برہم چاری کے لیے بلوغت سے پہلے پان چبانا، پھولوں کے ہار پہننا، ماتھے پر چندن کا ٹیکا لگانا اور آئینہ دیکھنا ممنوع ہے۔

بعض اقوام میں لڑکے کے بالغ ہوتے ہی اسے ایک نوعمر لونڈی دی جاتی تھی تا کہ وہ جنسی انحراف سے بچا رہے۔ مسلمانوں میں بھی اس کا رواج تھا۔ جب مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید بالغ ہوا تو اس کے باپ مہدی نے اسے محیاۃ نامی ایک کنیز عطا کی جس کے بطن سے ہارون کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا۔

داشتاؤں کا چارج

صدیق سالک جنہوں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا، لکھتے ہیں:۔

''جنرل خادم راجہ نے بتایا کہ جب وہ فوج کی کمان ان (جنرل نیازی) کے سپرد کر چکے تو جنرل نیازی نے پوچھا ''اپنی داشتاؤں کا چارج کب دو گے؟''

(میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا، صدیق سالک، صفحہ ۲۰۳)

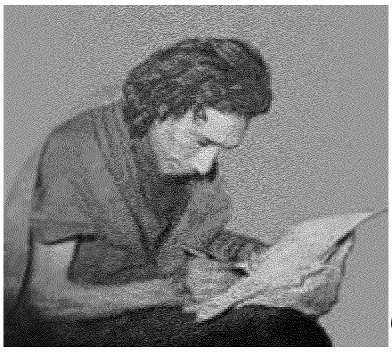

ساغؔر صدیقی

ہر حادثہ حیات کی رُوداد بن گیا | دُنیائے حادثات میں مُدّت گُزر گئی

ساغؔر صدیقی کا خاندان انبالہ کا رہنے والا تھا۔ ۱۹۲۸ء میں ساغر صدیقی انبالہ ہی میں ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم محلّہ کے ایک بزرگ حبیب حسن سے حاصل کی اور آٹھویں تک شاید اسکول گئے۔ غربت بھرے ماحول سے تنگ آ کر امرت سرآ گئے۔ امرت سر میں ہال بازار میں ایک دکاندار کے وہاں ملازم ہو گئے جو لکڑی کی کنگھیاں بنا کر فروخت کرتا تھا۔ یہاں ساغر دن بھر لکڑی کی کنگھیاں بناتے اور رات کو دکان ہی کے کسی گوشے میں سوجاتے۔

ساغؔر صدیقی شعر ۱۴،۱۵ برس کی عمر سے کہنے لگے تھے، اپنے بے تکلف دوستوں کو سنایا کرتے تھے اور شروع شروع میں ان کا تخلص ناصر حجازی تھا۔ جسے جلد ہی ترک کر دیا۔ ساغر کو ایک شاعر کے طور پر عزت دلانے کا باعث وہ عظیم الشان مشاعرہ بنا جو ۱۹۴۴ء کو امرت سر میں منعقد ہوا تھا۔ ساغؔر کی آواز میں بلا کا سوز تھا، ساغؔر کا ترنم سے پڑھنا مشاعرے کو لوٹنے کا باعث بن گیا۔ یہی وہ مشاعرہ تھا جس نے ساغر صدیقی کی مانگ کو بڑھا دیا۔ اب کسی بھی مشاعرے کا ساغؔر کے بغیر کامیاب ہونا ممکن نہ تھا۔ امرت سر والے مشاعرے کے بعد ساغؔر نے کنگھیاں بنانا چھوڑ دیا اور بعض سرپرست احباب کی طرف سے اپنا علم اور صلاحیت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے گھر والے ان سے خوش نہ تھے وہ اسے آوارہ سمجھتے تھے۔ اور ساغر نے گھر جانا ہی چھوڑ دیا۔ ساغر ، لطیف انور گورداسپوری سے اصلاح لیتے تھے۔ اپنے اس استاد محترم سے ساغر نے خوب فیض حاصل کیا۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان آزاد ہوا تو ساغؔر بھی امرتسر سے لاہور آ گئے۔ لاہور میں باذوق احباب نے ساغر کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۲ء تک کا دور ساغؔر کی زندگی کا بہترین دور کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جب ساغؔر کا کلام نا صرف اخباروں، رسالوں میں چھپتا تھا بلکہ فلموں کے لیے گایا بھی جاتا تھا۔ اس دور میں ان کے سب سے بڑے سرپرست انور کمال پاشا تھے جو پاکستان میں فلمسازی کے بانیوں میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی بیشتر فلموں کے گانے ان سے لکھوائے۔ ساغؔر لاہور سے شائع ہونے والے کئی روزناموں اور ہفتہ وار پرچوں سے منسلک تھے۔ بہت سارے جریدے ان کی زیرادارت شائع ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ صادقوں کی صحبت میں بیٹھو۔ اور اگر بغور دیکھا جائے تو کسی بھی شخص کے دوست اس کے چال چلن کا حال بیان کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ ساغؔر کے ساتھ بھی ہوا۔ کسی دوست نما دشمن نے انہیں مارفین کا انجکشن لگا کر اس عظیم شاعر کے دردوں کا بظاہر مداوا کر دیا مگر اس کے ساتھ ہی اس کی موت کا بھی انتظام کر دیا۔ ساغؔر جیسا حساس شاعر جو پہلے ہی حالات کا مارا اور محبت کا پیاسا تھا، اسے مارفین سے سکون محسوس ہونے لگا مگر اس کی بے سکون روح مزید بے سکون ہوتی چلی گئی۔ نشے کے عادی چند دوستوں کی صحبت میں ساغؔر بھی رفتہ رفتہ اولاً بھنگ اور شراب اور ان سے گزر کر افیون اور چرس کے عادی ہو ہو گئے۔ ان کے دوستوں میں سے بیشتر نے ان کے ساتھ ظلم کیا، یہ لوگ انہیں چرس کی پڑیا اور مارفیا کے ٹیکے کی شیشیاں دیتے اور ان سے غزلیں اور گیت لے جاتے، اپنے نام سے پڑھتے، اور

چھپواتے۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ساغر کو جس نے دوسرے مہاجرین کی طرح کوئی جائیداد بھی اپنے نام نہ کروائی تھی اور پاکستان کی محبت میں سرشار ہوکر قومی ترانہ لکھنے کی کوشش بھی کی تھی، خون جگر سے لکھی غزلوں اور گیتوں کا معاوضہ کوئی دس روپے بھی نہ دیتا تھا۔اسی بدسلوک کی وجہ سے ساغر ٹوٹتا گیا۔اور یہ ٹوٹا ہوا ساغر دس روپے کی خاطر کسی کے سامنے دس سجدے کرنے کو تیار نہ تھا۔ ساغر کے مزاج میں ناکامیوں اور احباب اختیار کی بے حسیوں اور دنیا بیزاری نے تلخیوں کا ایسا جال بن دیا تھا جس نے ساغر میں بے خود رہنے کی خواہش پیدا کر کے مدہوش رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ حالت یہ ہوگئی تھی کہ کبھی وہ ننگ دھڑنگ ایک میلی کچیلی چادر اوڑھے اور کبھی چیتھڑوں میں ملبوس، بال بکھرائے ننگے پاؤں منہ میں بیڑی یا سگریٹ لیے سڑکوں پر اپنے پرانے دوستوں سے چونیاں اکٹھی کرتا اور رات کو نشے میں دھت کسی سڑک کے کنارے کسی دکان کے تھڑے یا کسی تخت کے نیچے یا اوپر پڑا رہتا۔ ۱۹ جولائی ۱۹۷۴ء کو صبح کے وقت اس کی لاش ایک سڑک کے کنارے پر ملی، اس کا وفادار کتا بھی وہیں تھا۔ایک سال کے بعد یہ کتا بھی اسی جگہ مردہ پایا گیا جہاں اس کا دوست مردہ حالت میں پایا گیا تھا۔ساغر کو میانی صاحب قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

ساغر صدیقی نے غزل، نظم، قطعہ، رباعی ہر صنف سخن میں خاصا ذخیرہ، جو بہت جاندار اور زندہ رہنے کا مستحق ہے، چھوڑا ہے۔ چھ مجموعے غمِ آرزو، زہر آرزو، لوحِ جنوں، سبز گنبد اور شب آگہی اس کی زندگی میں لاہور سے چھپے۔مگر ساغر صدیقی کو ناشروں نے ایک پیسہ بھی نہ دیا۔جب ساغر خاک میں مل گئے تو بیشمار صاحب حیثیت لوگوں نے ان سے قریبی تعلقات کا دعویٰ کر کے اپنی امارت میں اضافہ کیا۔شاید ان دوستوں کے متعلق ساغر نے کہا تھا۔

یاد رکھنا ، ہماری تربت کو
قرض ہے تم پہ چار پھولوں کا

نمونہ کلام ساغر صدیقی۔انتخاب پیشوا انٹرنیشنل ڈیسک

بزمِ کونین سجانے کے لیے آپ ﷺ آئے
شمع توحید جلانے کے لیے آپ ﷺ آئے

تفریق نے جادو ہی جگایا ہے بلا کا
خطرے میں ہے یار! چمن مہر و وفا کا
جلتے ہوئے دیکھے ہیں وہی معصوم شگوفے
تھا جن کو بھروسہ ترے دامن کی ہوا کا
کچھ سرد سی آہیں ہیں تو کچھ ڈوبتے آنسو
ساغر یہ صلہ تجھ کو ملا سوزِ نوا کا

ساغر وہ کہہ رہے تھے کہ پی لیجیے حضور !
اُن کی گزارشات سے گھبرا کے پی گیا

جس کے ماتھے پہ نئی صبح کا جھومر ہو گا
ہم نے اُس وقت کی دُلہن کو بہت یاد کیا

تیری عصمت کی تجارت پسِ دیوار سہی
میری تقدیر کا سودا سرِ بازار ہوا !

اے دل بے قرار چُپ ہو جا
جا چکی ہے بہار چُپ ہو جا

ہائے آدابِ محبت کے تقاضے ساغر
لب ہلے اور شکایات نے دم توڑ دیا

داغ دِل کے شہنشہ کے سکّے نہیں
دِل کا مفلس کدہ کب خزانہ ہوا

کچھ نہیں مُدّعا فقیروں کا
درد ہے لا دوا فقیروں کا

ہنس نہیں سکتے شگوفے تازگی سے روٹھ کر
ہم زمانے میں جئے ہیں زندگی سے روٹھ کر

اگرچہ ہم جا رہے ہیں محفل سے نالہء دِل فگار بن کر
مگر یقیں ہے کہ لوٹ آئیں گے نغمہء نو بہار بن کر
جہان والے ہمارے گیتوں سے جائزہ لیں گے سِسکیوں کا
جہان میں پھیل جائیں گے ہم بشر بشر کی پکار بن کر
یہ کیا قیامت ہے باغبانو ! کہ جن کی خاطر بہار آئی
وہی شگوفے کھٹک رہے ہیں تمہاری آنکھوں میں خار بن کر

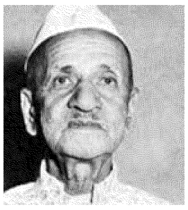

''ظلم سہہ کر جو اُف نہیں کرتے''

آپ جن کے قریب ہوتے ہیں　　وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں
جب طبیعت کسی پر آتی ہے　　موت کے دن قریب ہوتے ہیں
مجھ سے ملنا پھر آپ کا ملنا　　آپ کس کو نصیب ہوتے ہیں
ظلم سہہ کر جو اُف نہیں کرتے　　ان کے دل بھی عجیب ہوتے ہیں
عشق میں اَور کچھ نہیں ملتا　　سیکڑوں غم نصیب ہوتے ہیں
نوحؔ کی قدر کوئی کیا جانے　　کہیں ایسے ادیب ہوتے ہیں

نوحؔ ناروی

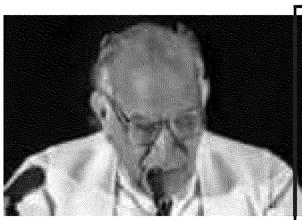

''ہم بھی پاگل ہو جائیں گے ایسا لگتا ہے''

قیصرؔ الجعفری

دیواروں سے مل کر رونا اچھا لگتا ہے　　ہم بھی پاگل ہو جائیں گے ایسا لگتا ہے
کتنے دنوں کے پیاسے ہوں گے یارو سوچو تو　　شبنم کا قطرہ جن کو دریا لگتا ہے
آنکھوں کو بھی لے ڈوبا یہ دل کا پاگل پن　　آتے جاتے جو ملتا ہے تم سا لگتا ہے
اس بستی میں کون ہمارے آنسو پونچھے گا　　جو ملتا ہے اس کا دامن بھیگا لگتا ہے
دنیا بھر کی یادیں ہم سے ملنے آتی ہیں　　شام ڈھلے اس سونے آنگن میں میلہ لگتا ہے
کس کو پتھر ماروں قیصرؔ کون پرایا ہے　　شیش محل میں اک اک چہرا اپنا لگتا ہے

''مردِ مومن''

کسی جلسہ میں سردار جعفری،، اقبالؔ کی شاعری پر گفتگو کر رہے تھے۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد جب سردارؔ نے یہ انکشاف کیا کہ اقبالؔ بنیادی طور پر اشتراکی نقطۂ نظر کے شاعر تھے تو مجمع میں سے کوئی ''مردِ مومن'' چیختے ہوئے بولا: ''جعفری صاحب آپ یہ کیا کفر فرما رہے ہیں؟ شاعرِ مشرق اور اشتراکیت؟ لاحول ولا۔ آپ اپنی اس خرافات سے اقبالؔ کی روح کو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔''۔۔۔ اس پر جلسے کی پہلی صفوں سے مجازؔ پھلجھڑی کی طرح چھٹتے ہوئے بولے: ''حضرت! تکلیف تو آپ کی اپنی رُوح کو پہنچ رہی ہے جسے آپ غلطی سے اقبالؔ کی روح سمجھ رہے ہیں۔''

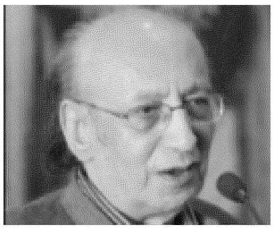

’’زباں ملی ہے مگر ہم زباں نہیں ملتا‘‘

کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا　　کہیں زمین کہیں آسماں نہیں ملتا
تمام شہر میں ایسا نہیں خلوص نہ ہو　　جہاں امید ہو اس کی وہاں نہیں ملتا
کہاں چراغ جلائیں کہاں گلاب رکھیں　　چھتیں تو ملتی ہیں لیکن مکاں نہیں ملتا
یہ کیا عذاب ہے سب اپنے آپ میں گم ہیں　　زباں ملی ہے مگر ہم زباں نہیں ملتا
چراغ جلتے ہیں بینائی بجھنے لگتی ہے　　خود اپنے گھر میں ہی گھر کا نشاں نہیں ملتا

ندافاضلی

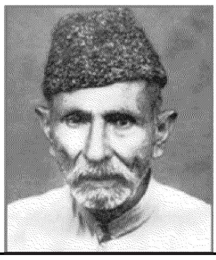

’’کیا تمہارا خُدا ہے ہمارا نہیں‘‘

شاعر: قمر جلالوی

اے میرے ہم نشیں چل کہیں اَور چل ، اس چمن میں اب اپنا گزارا نہیں
بات ہوتی گلوں کی تو سہ لیتے ہم ، اب تو کانٹوں پہ بھی حق ہمارا نہیں
آج آئے ہو تم کل چلے جاؤ گے ، یہ محبت کو اپنی گوارا نہیں
عمر بھر کا سہارا بنو تو بنو ، دو گھڑی کا سہارا سہارا نہیں
دی صدا دار پر اور کبھی طور پر ، کس جگہ مَیں نے تم کو پکارا نہیں
ٹھوکریں یوں کھلانے سے کیا فائدہ ، صاف کہہ دو کہ ملنا گوارا نہیں
گلستاں کو لہو کی ضرورت پڑی ، سب سے پہلے گردن ہماری کٹی
پھر بھی کہتے ہیں مجھ سے یہ اہل چمن ، یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں
ظالموں اپنی قسمت پہ نازاں نہ ہو ، دور بدلے گا یہ وقت کی بات ہے
وہ یقیناً سنے گا صدائیں میری ، کیا تمہارا خُدا ہے ہمارا نہیں
اپنی زلفوں کو رُخ سے ہٹا لیجیے ، میرا ذوق نظر آزما لیجیے
آج گھر سے چلا ہوں یہی سوچ کر ، یا تو نظریں نہیں یا نظارا نہیں
جانے کس کی لگن کس کی دھن میں مگن ،ہم کو جاتے ہوئے مُڑ کے دیکھا نہیں
ہم نے آواز پر تم کو آواز دی ، پھر بھی کہتے ہو ہم نے پکارا نہیں

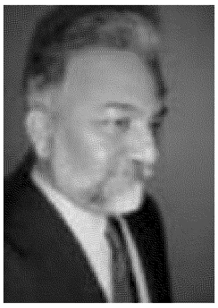

’’کُچھ بھی کہہ نہیں سکتے، جاہلوں سے ڈرتے ہیں!‘‘

طارقؔ احمد مرزا۔(آسٹریلیا)

وقت ہو گیا پُورا اب یہاں سے چلتے ہیں — ہم تو مر چلے ، جیون تیرے نام کرتے ہیں
کیا بتائیں ہم جاناں دل پہ کیا گزرتی ہے — جب خزاں میں شاخوں سے پھول گرنے لگتے ہیں
ہجر کی سیاہی میں جاگتے ہوئے لمحے — آرزو کے بستر پہ کروٹیں بدلتے ہیں
دل میں کیا نہ تھا پر ہم کُچھ نہ کرسکے لوگو — اب تو بے بسی سے ہم سسکیاں ہی بھرتے ہیں
قابلِ ترحم ہیں لوگ وہ جو بیچارے — کُچھ بھی کہہ نہیں سکتے، جاہلوں سے ڈرتے ہیں
ہم تو کیا ہیں منزل کو وہ بھی پا نہیں سکتے — جو وفا کی راہوں میں جان سے گزرتے ہیں
اُن کے وعدوں کا طارقؔ ، اعتبار کیا ہو گا — جو لباس کی مانند چاہتیں بدلتے ہیں

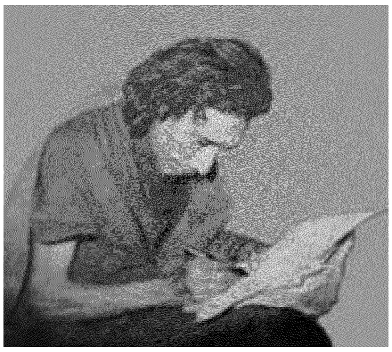

’’جس عہد میں لُٹ جائے فقیروں کی کمائی‘‘

ساغرؔ صدیقی

برگشتۂ یزدان سے کچھ بھول ہوئی ہے — بھٹکے ہوئے انسان سے کچھ بھول ہوئی ہے
تارے سے چمک اُٹھے ہیں ساقی کی جبیں پر — شاید میرے ایمان سے کچھ بھول ہوئی ہے
تا حدِ نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں — پھولوں کے نگہبان سے کچھ بھول ہوئی ہے
شاخوں پہ چٹکتے ہوئے غنچوں کو مبارک — اس زُلف پریشان سے کچھ بھول ہوئی ہے
جس عہد میں لُٹ جائے فقیروں کی کمائی — اُس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے
ہنستے ہیں مری صورتِ مفتوں پہ شگوفے — مرے دل نادان سے کچھ بھول ہوئی ہے
حُوروں کی طلب اور مئے و ساغرؔ سے ہے نفرت — زاہد ترے عرفان سے کچھ بھول ہوئی ہے

نغموں کی ابتدا تھی کبھی میرے نام سے
اشکوں کی انتہا ہوں مجھے یاد کیجیے

"اسی کا چہرہ طبیعت بحال کرتا ہے"

جمشیدؔ اعظم چشتی۔(پاکستان)

مری توقع سے بڑھ کر خیال کرتا ہے
کوئی تو ہے جو مری دیکھ بھال کرتا ہے

وہ ، جس کو ایک نظر دیکھنے کی تاب نہیں
اسی کا چہرہ طبیعت بحال کرتا ہے

یہ کون اُڑاتا ہے دل ڈوبنے پہ رنگ مرا ؟
یہ کون ڈوبتے سورج کو لال کرتا ہے ؟

مَیں سایہ دار ہوں ، پھر کاٹتے ہو کیوں مجھ کو ؟
درخت مجھ سے یہی اک سوال کرتا ہے

وہ ڈھانپ لیتا ہے جمشیدؔ سارے عیب مرے
میں بے ہنر ہوں ، مگر وہ کمال کرتا ہے

وٹہ سٹہ (فرح دیباورک صاحبہ)

دس سال بعد
وہ
میکے لوٹی
بھاوج کی وفات پر
اپنے نیل زدہ چہرے کو
پلو سے چھپائے
وہ دم سادھے کھڑی تھی
اس کا بھائی کن انکھیوں سے
اسے دیکھ رہا تھا
اچانک وہ آگے بڑھا
نیل سہلا کر اس کا ماتھا چوما
اور
گھر کی چابیاں
اس کے ہاتھ میں تھما دیں

"وہ بھی کیا زمانہ تھا یہ بھی کیا زمانہ ہے" (کلام: حنا تیموری)

آپ کے تغافل کا سلسلہ پرانا ہے
اس طرف نگاہیں ہیں اس طرف نشانہ ہے

منزلوں کی باتیں تو منزلوں پہ کر لیں گے
ہم کو تو چٹانوں میں راستہ بنانا ہے

تم بھی ڈوبے ڈوبے تھے مَیں بھی کھوئی کھوئی تھی
وہ بھی کیا زمانہ تھا یہ بھی کیا زمانہ ہے

فاصلہ بڑھانے سے کیا ملا زمانے کو
تب بھی آنا جانا تھا اب بھی آنا جانا ہے

باتبصرہ خبریں

ریاست کے پَروں کے نیچے

مولانا فضل الرحمان عام طور پر جھک ہی مارتے ہیں مگر درج ذیل بیان پر انہیں شاباش کہنے کو جی چاہتا ہے۔مولانا نے کہا:۔

''آج بھی پاکستان میں مسلح تنظیمیں اورافراد موجود ہیں جنہوں نے اسلحہ اٹھا رکھا ہے،وہ ریاست کے پَروں کے نیچے پل رہے ہیں۔کبھی کہتے ہیں کہ ان کی افغانستان میں ضرورت ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ کشمیر میں ضرورت ہے،نظریہ ضرورت کے تحت سب چیزیں جائز ہو جاتی ہیں اور پھر کل وہی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔جنہیں دہشت گردی ختم کرنے کا کام دیا گیا،وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے،نہ چاہتے ہوئے بھی فوجی عدالتوں کی حمایت کریں گے۔''

مولانا کی یہ باتیں مفروضے پر مبنی نہیں ہیں بلکہ یہ حقائق نامہ ہے۔دیکھ لیجیے کالعدم تنظیموں کو وہ کہنے کو کالعدم ہیں مگر سرگرم ہیں۔یہ تنظیمیں مذہبی،سیاسی،لسانی اور علاقائی بنیادوں پر کھڑی ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ ریاست ان سے ڈرتی بھی ہے اوران کی پشت پناہی کر کے اپنے سیاسی اور مذہبی مقاصد بھی حاصل کرتی ہے۔جب ضیاء الحق کو امریکہ جسے پاکستانی مردہ باد کہتے ہیں سے موٹی رقم کے عوض پاکستانی نوجوانوں کی قربانی کی ضرورت پڑی تو اس نے اسے پورا کرنے کیلیے مدرسوں کو ٹرینگ سینٹروں میں تبدیل کر دیا۔تحریک نظام مصطفیٰ کو اپنے اقتدار کے لیے سیڑھی کے طور پر استعمال کیا۔اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لیے فوج نے فی اذان پندرہ روپے بھٹو کی حکومت گرانے کے لیے دن رات اذانیں دینے والوں کو دیے۔جب ضیاء اقتدار کی کرسی پر بیٹھ گیا تو عدلیہ نے حسب سابق نظریہ ضرورت کے تحت اسے حکمران تسلیم کر لیا اور وہ آئین جس کا راگ دن رات آلاپا جاتا ہے اسے ضیاء کی لونڈی بنا کر یہ اجازت بھی دے دی کہ اس کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو۔عباسی اور عثمانی خلیفوں نے بھی ایسا سلوک لونڈیوں کے ساتھ نہ کیا ہوگا جیسا ضیاء نے آئین نامی لونڈی کے ساتھ کیا۔

اور یہ بات کہ دہشت گردی کا خاتمہ نہیں کیا جا سکا ہے تو یہ بات بھی درست ہے۔اگر ضرب عضب کامیاب ہو گیا تھا تو ردالفساد کیوں شروع کیا گیا۔اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ ضرب عضب (رسول اللہﷺ کی ایک تلوار کا نام) آپریشن کو مکمل کامیابی تک کیوں نہ جاری رکھا گیا۔بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اس آپریشن میں رسول اللہﷺ کی تلوار کا نام نامکمل کاروائی کے لیے کیوں منتخب کیا گیا؟فوجی عدالتوں نے پہلے دو سال میں کیا ایسا کر دیا تھا کہ انہیں دوبارہ موقع دیا جائے۔اگر گندہی کرنا ہے تو معزز کہلانے والی عدالتیں کافی نہیں۔اگر ہمارے پیارے وطن کے دو ادارے گند کرنا بند کر دیں تو وطن عزیز فوراً ہی ترقی کی جانب دوڑنا شروع ہو جائے گا۔انشاء اللہ۔اور وہ دو ادارے ہیں عدلیہ اور فوج۔

کون جہنم میں جائے گا

وزیراعظم نواز شریف نے ہولی کے موقع پر خطاب میں کہا تھا:۔

''میں ایک ایسا پاکستان دیکھنا چاہتا ہوں جہاں ہر مذہب کے ماننے والے شخص کو مساویانہ مواقع دستیاب رہیں۔کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں جائے گا یہ فیصلہ کرنا کسی انسان کا کام نہیں ہے۔زبردستی کے ذریعے کسی کا مذہب کا تبدیل کروانا ایک سنگین جرم ہے۔

حکومت اسلام کی تعلیمات اور آئین پاکستان کی بنیاد پر شہریوں کے مساوی حقوق کو یقینی بنائے گی اور اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ کسی کے ساتھ مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہو۔ملازمتوں اور دوسرے معاملات میں انہیں کسی محرومی کا احساس نہ ہو۔''

نواز شریف صاحب کی خواہش،جذبہ اور خوش فہمی قابل تعریف ہے لیکن وہ جو کہا جاتا ہے کہ زمینی حقائق کچھ اور ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق ایک ہزار نوجوان ہندو لڑکیوں کو سالانہ زبردستی مسلمان بنایا جاتا ہے۔تقریباً لاکھوں احمدی جو خود کو مسلمان نا صرف کہتے ہیں بلکہ دل و جان سے اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں کو ریاست نے کافر قرار دے رکھا ہے۔اسلام کی تعلیمات زندگی بخش جام ہیں،سبھی کے لیے۔اور آئین وہ بے آبرو لونڈی ہے جسے سب سے پہلے بھٹو جیسے شرابی نے رگیدا اور پھر ضیاء الحق جیسے تاریک شخص نے اسے کسی قابل نہ چھوڑا۔جنت،دوزخ والی بات مولوی تک نہیں پہنچی۔جو یہ سمجھتے ہیں کہ سوائے مسلمانوں کے کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

Give us a call on 020 3674 7909

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

free professional, friendly and confidential advice

24 Hours Phone Service - 7 Days a Week DIAL 07792998973

Have you been injured in an accident that wasn't your fault?

If so, we're here to help

REPLACEMENT CAR WITHIN 24 HOURS

Loss of earnings - Protection of no claim - storage and recovery - personal injury - replacement car

Road Accident

Personal Injury

Accident at Work

Fall, Slip & Trip

Personal Injury Specialist

No win No fee

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Opening Hours: Mon-Fri 10:00 - 17:00
Tel. 020 3674 7909 Mob. 077 9299 8973
Email: info@rhacs.co.uk

پیشوا ہومیو کلینک

ادارہ پیشوا کی زیر نگرانی کام کرنے والا پیشوا ہومیو کلینک اپنے قارئین کی صحت کے متعلق مسائل کے حل کے لیے مقررہ اوقات میں مفت مشورہ کی سہولت پیش کر رہا ہے۔ آج ہی فون کر کے مفت مشورہ حاصل کریں یا براہ راست جواب کے لیے ای میل کریں۔ اگر قارئین پیشوا ملاقات کے متمنی ہوں تو وقت طے کرنا ضروری ہے۔

اوقات کلینک

پیر تا جمعرات 13.00 pm to 17.30 ـــ بروز جمعہ 15.30 pm to 17.30

2.London road , Morden surrey , SM4 5BQ , U.K

Telephone Number 020.36747909

Email. peshwaltd@gmail.com www.peshwa.co.uk

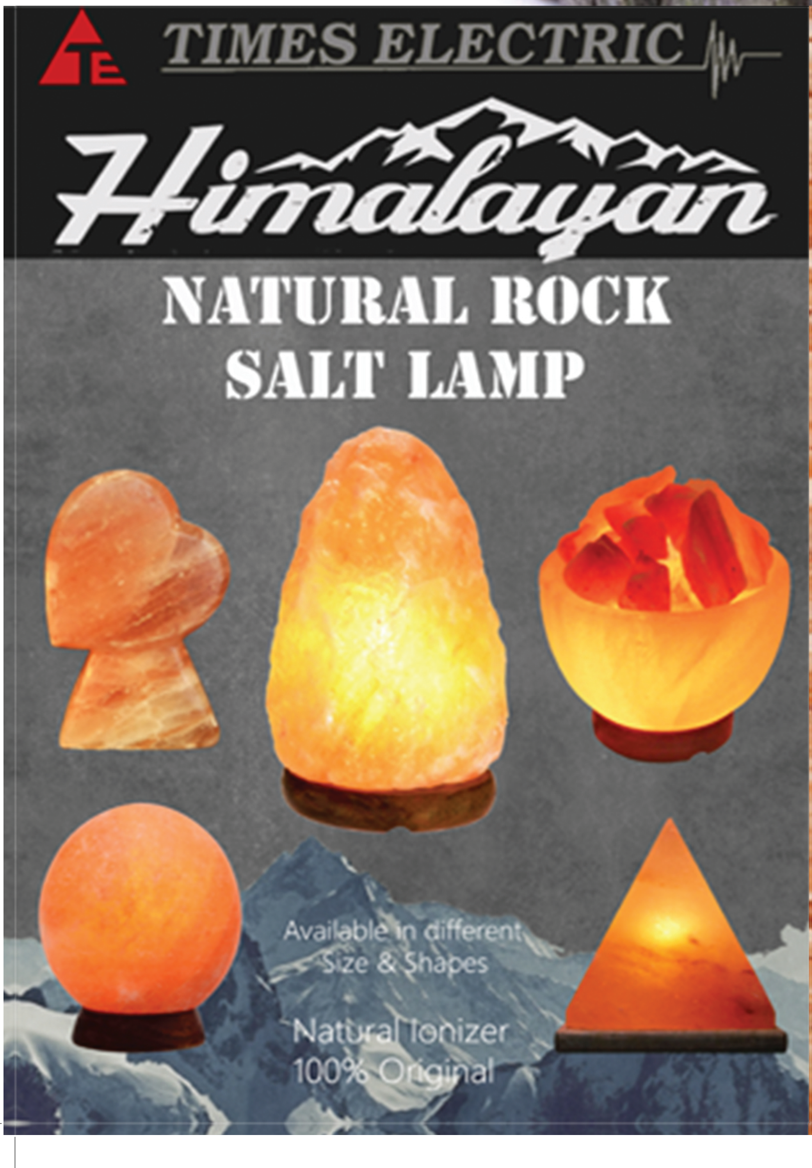

Natural Therapeutic Himalayan Salt Lamp

Helps Asthma sufferers.
Help reduce Migraines.
Improves Serotonin levels in the body.
Improves the quality of sleep when used in a bedroom.
Help reduce stress.
Helps with sinus problems.
Reduces the odour of smoke in a home where smokers reside.
Reform the air and kills bacteria and other jerks.
Makes a person more alert, try one near your computer.

All Salt Lamps comes with Quality of Wooden Base, UK Standard 3 Pin Cable with on/off button and a 15w Bulb.

Different Sizes are available.

Contact: timeselectric@yahoo.com